REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP 3.

جلد ۳۵ ۔ شمارہ ۶

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- خورشید احمد انور
نائبین:- شکیل احمد طاہر ۔ سید وسیم احمد عجب شبیر

شرح چندہ
سالانہ ۳۶ روپے
ششماہی ۱۸ روپے
ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک ۱۲۰ روپے
فی پرچہ ۷۵ پیسے

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

۲۵ جمادی الاوّل ۱۴۰۶ھ ۔ ۶ تبلیغ ۱۳۶۵ ہش ۔ ۶ فروری ۱۹۸۶ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۲ تبلیغ (فروری) سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارہ میں ہفتہ زیر اشاعت کے دوران لنڈن سے بذریعہ ڈاک ملنے والی اطلاعات مظہر ہیں کہ:-

"اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور پر نور بخیر و عافیت اور مہماتِ دینیہ میں معروف ہیں۔" الحمد للہ۔

احبابِ کرام توجہ اور التزام کے ساتھ اپنے جان و دل سے محبوب آقا کی صحت و سلامتی اور مقاصدِ عالیہ میں کامیابی کے لئے دردِ دل سے دعائیں کرتے رہیں۔

● — محترمہ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت و سلامتی اور برکتوں سے معمور طویل زندگی کے لئے احبابِ کرام دعائیں جاری رکھیں۔

● — محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے متعلق بذریعہ ڈاک اطلاع موصول ہوئی ہے کہ آنمکرم بخیر و عافیت ہیں۔ بخیریت مراجعت کے لئے درخواستِ دعا ہے۔

● — مقامی طور پر جملہ درویشانِ کرام بخیریت ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام صاحب کی علیگڑھ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ میں تشریف آوری

پروفیسر سلام صاحب کی ساٹھویں سالگرہ پر رسالہ تہذیب اخلاق کے عبد السلام نمبر کا اجراء

ڈیپارٹمنٹ آف بایوٹیکنولوجی اور سنٹر فار پروموشن آف سائنس کا افتتاح !!

دورانِ تقریب پروفیسر سلام صاحب کے نام پر کئی ایوارڈز کے جاری کرنے کا اعلان

از محترم ڈاکٹر وسیم احمد صاحب فریدی۔ علی گڑھ

علی گڑھ ۱۴ جنوری ۱۹۸۶ء۔ آج شام پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام صاحب بذریعہ کار دہلی سے علیگڑھ وارد ہوئے۔ یونیورسٹی کی طرف سے نہایت پُرجوش خیر مقدم کیا گیا۔ اور روایتی شان و شوکت اور شہسوار دستے کی طرف سے گارڈ آف آنرز اور ریڈ کارپٹ ویلکم (RED CARPET WELCOME) سے تقریبات کا سلسلہ شروع ہوا۔

۱۴ جنوری شام سات بجے انجینیرنگ کالج کمپلکس کے اسمبلی ہال میں ایک باوقار فنکشن میں تہذیب اخلاق رسالے کا (جس کے بانی سرسید احمد خان تھے) عبد السلام نمبر کا اجراء پروفیسر عبد السلام کے ہاتھوں نہایت خوبصورت اور جوش و خروش کے ساتھ ہوا۔ پوری تقریب بہت احسن رنگ سے منعقد ہوئی۔

بعد ازاں اُسی رات آٹھ بجے ڈیپارٹمنٹ آف فزکس میں محترمی ڈاکٹر صاحب کو نہایت شاندار استقبالیہ دیا گیا۔ اس سلسلے میں پورے ڈیپارٹمنٹ میں چراغاں کیا گیا۔

۱۵ تاریخ کو ہندوستان کے پہلے بایوٹیکنالوجی انسٹی ٹیوٹ آف علیگڑھ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کا سنگِ بنیاد محترم پروفیسر عبد السلام صاحب نے رکھا۔ اس سلسلے میں بہت سے پریس کے نمائندے خاص طور پر مدعو تھے۔ تیس ملین روپے سے بننے والے اس انسٹی ٹیوٹ پر عبد السلام صاحب نے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ آپ نے سائنس اور ٹیکنالوجی کی کوششوں پر یونیورسٹی کے رول کو بہت سراہا۔ بعد ازاں سابق گورنر بہار اور یونیورسٹی کے موجودہ چانسلر آف بہار یونیورسٹیز نے بھی اسے بہت سراہا۔

۱۵ تاریخ کو دن کے بارہ بجے کینیڈی ہال آڈیٹوریم میں ایک نہایت شاندار اور پُروقار تقریب میں سنٹر فار پروموشن آف سائنس کا افتتاح بھی ہوا۔ جس میں یونیورسٹی اور باہر کی بہت سی اہم شخصیتیں شامل ہوئیں۔ اس تقریب کا آغاز تلاوتِ قرآن پاک کی سحر انگیز آیات اور اس کے انگریزی ترجمے سے ہوا۔ بعد ازاں جناب وائس چانسلر کا استقبالیہ خطبہ ہوا جس میں پروفیسر صاحب کا مکمل تعارف ہوا۔ اور آپ نے نہایت پُرجوش الفاظ میں تیسری دنیا کے واحد مسلم سائنسدان کو بہترین خراجِ عقیدت پیش کیا۔

اس کے بعد پروفیسر سلام صاحب کا تفصیلی خطاب تشہد و تعوذ سے شروع ہوا۔ جو ایک گھنٹہ کا تھا۔ اس دوران کینیڈی ہال کھچا کھچ بھرا تھا۔ اور آپ کا خطاب مکمل خاموشی اور وقار کے ساتھ تمام احباب نے سُنا۔ اور اسے بہت سراہا۔ آغاز میں آپ نے تہذیب اخلاق رسالے کا شکریہ ادا کیا اور مزید فرمایا کہ دُنیا کی کم و بیش ۲۴ یونیورسٹیوں نے D.Sc. کی اعزازی ڈگری دی۔ لیکن اگر مجھ سے پوچھا جائے کہ مجھے کونسی ڈگری سب سے عزیز ہے تو میں بلا تکلف کہوں گا کہ علیگڑھ مسلم یونیورسٹی کی ڈگری سب سے پیاری ہے۔

آپ نے اپنی طویل تقریر میں نہایت مدلّل طریق پر قرآن کریم سے آیات پیش کر کے آگاہ فرمایا کہ قرآن کریم میں کم و بیش ۷۵۰ آیات یعنی ⅛ قرآن صرف علم اور سائنس کی تعلیم کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ اور ان میں سے کم از کم ۲۲۰ آیات صرف سائنس پر مبنی ہیں۔ آپ نے کہا کہ قرآن وہ کتاب ہے کہ جس کے بارے میں خود خدا نے فرمایا لَا رَیْبَ فِیْہِ۔ اس میں کوئی شک نہیں۔

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۲ پر)

"مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش:- عبد الرحیم و عبد الرؤف مالکان حمید ساری مارٹ۔ صالح پور۔ کٹک (اڑیسہ)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ "بدر" قادیان
مورخہ ۶ تبلیغ ۱۳۶۵ ہش

نماز کی اہمیت

"عبودیتِ کاملہ کے سکھانے کیلئے بہترین معلّم اور افضل ترین ذریعہ نماز ہی ہے"

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ۔ یعنی تم صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو اور یقیناً یہ بڑی بوجھل اور بھاری چیز ہے مگر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے والوں اور حالتِ خشوع اختیار کرنے والوں کے لئے بوجھل نہیں ہے بلکہ وہ نماز ایک انعام ہو جاتی ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، اَلصَّلٰوةُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے موجودہ دورِ ابتلاء میں نمازوں کی پابندی ترجمہ سیکھنے سکھانے، نمازوں میں لذت اور حالتِ خشوع پیدا کرنے اور نمازوں کی نگرانی کے لئے اپنے نہایت روح پرور اور ایمان افروز خطبات میں ارشاداتِ عالیہ سے جماعت کو نوازا ہے۔ اس اداریہ میں اسی جانب توجہ دلانا مطلوب ہے۔

مرکزی چیز نماز کو قرار دیتے ہوئے حضور انور فرماتے ہیں:—

"سب سے اہم سب سے زیادہ بنیادی اور مرکزی چیز نماز ہے۔ قیامِ نماز میں ابھی وسعت کی بھی ضرورت ہے۔ اور بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اور مرتبہ نماز کے لحاظ سے اس میں بلندی کی بھی ضرورت ہے۔ اور نفس میں ڈوب کر مطالب میں جذب ہو کر نماز پڑھنے کے لحاظ سے اس میں ابھی گہرائی کی بھی بہت ضرورت ہے۔" (ماخوذ از خطبہ جمعہ ۸ نومبر ۱۹۸۵ء)

چیلنج برائے شیطان۔ قرآن کریم کی آیت وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ کی لطیف پیرائے میں تشریح بیان کرتے ہوئے حضور انور فرماتے ہیں:—

"آجکل پاکستان میں خصوصیت کے ساتھ آیت کا یہ پہلو بھی رائج ہے اور دوسرے ذرائع ہے جو شیطان روکتا ہے اس کے علاوہ کھلم کھلا روکا جا رہا ہے۔ شیطان کے لئے ایک چیلنج ہے کہ تم زور لگاؤ اور احمدیوں کو خدا کا ناز ابھار رہا ہے۔ خدا کی توقعات جو احمدیوں پر ہیں وہ ان کو انگیخت کر رہی ہیں۔ ابھار رہی ہیں اس کام کے لئے اور وہ توقع رکھتی ہیں کہ جو پہلے نہیں پڑھتے تھے اس ضد میں ضرور پڑھیں گے کہ چونکہ شیطان روک رہا ہے نماز سے اس لئے ہم نے ضرور پڑھنی ہے، وہ ہوتا کون ہے خدا اور ہمارے درمیان حائل ہونے والا!" (ایضاً)

والدین پر نماز کا ترجمہ سکھانے کی ذمہ داری ڈالتے ہوئے حضور انور نہایت حکیمانہ انداز میں فرماتے ہیں:—

"عبادت کا تعلق محبت سے ہے۔ اور محض رسمی طور پر ترجمہ سکھانے کے نتیجہ میں عبادت آنے کی کسی کو نہیں۔ وہ ماں باپ جن کا دل عبادت میں ہو، جن کو نماز سے پیار ہو، جب وہ ترجمہ سکھاتے ہیں بچے۔ سے ذاتی تعلق رکھتے ہوئے، بچہ اپنے ماں باپ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ رہا ہوتا ہے۔ ان کے دل کی گرمی کو محسوس کر رہا ہوتا ہے۔ ان کے جذبات سے اس کے اندر بھی ایک ہیجان پیدا ہو رہا ہوتا ہے۔ وہ اگر نماز سکھائیں تو ان کا نماز سکھانے کا انداز اور ہوگا۔ چنانچہ..... قادیان کے زمانے میں مجھے یاد ہے بہت سے نیک لوگ اسی طرح ماؤں کی گودیوں میں نیک بنے۔" (ایضاً)

ذیلی تنظیموں پر ذمہ داری ڈالتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:—

"ایک تین پروگرام بنا لیں کہ ہر ہفتے یا ہر مہینے میں ایک دفعہ اسی موضوع پر بیٹھا کریں۔ ایک مجلس عاملہ کا اجلاس مقرر ہو جائے ہمیشہ کے لئے آج سے۔ جس کا موضوع سوائے نماز کے اور کچھ نہ ہو۔ اس دن لجنہ بھی نماز کے اوپر غور کر رہی ہو۔ خدام بھی نماز پر غور کر رہے ہوں۔ انصار بھی نماز پر غور کر رہے ہوں۔ اور یہ فیصلہ کر لیں ہمیشہ کے لئے کہ اب ہم نے ہر مہینے کم سے کم ایک مرتبہ اس موضوع پر بیٹھنا ہے۔ غور کرنا ہے۔ اور جہاں حالات ایسے ہیں کہ ہر مہینے نہیں بیٹھ سکتے وہاں دو مہینے مقرر کر لیں۔ تین مہینے مقرر کر لیں۔ مگر جہاں مقرر کریں پھر اس پر قائم رہیں۔ اس پر صبر دکھائیں۔" (ایضاً)

نماز کی نگرانی کے سلسلہ میں حضور انور نے فرمایا:—

"وہ لوگ جنہوں نے نمازیں پڑھنی شروع کر دی ہیں یا جو پہلے پڑھتے تھے اگر انہوں نے ان کے قیام اور حفاظت کی کوشش شروع کی ہے تو یہ بڑی خوشی کی بات ہے۔ لیکن فکر اس بات کی کرنی چاہیئے کہ جو نماز کل گری ہوئی تھی اور آج کھڑی ہوئی ہے وہ کل پھر گر سکتی ہے۔ اس لئے تنظیموں کو اس کے دوام اور حفاظت کے لئے مساعی کرنی چاہیئے۔" (خطبہ جمعہ ۶/۱۱/۸۵)

ترجمہ نماز کی اہمیت بتاتے ہوئے حضور انور فرماتے ہیں:—

"بعض لوگ جو باقاعدہ نمازیں پڑھتے ہیں۔ بعض اوقات ان کی اکثر نمازیں خالی ہوتی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز کے مطالب سے نمازیں بھری ہونی چاہئیں۔ چنانچہ نماز کے معانی اور مطالب سکھانے کا انتظام ہونا چاہیئے۔ یہ تعلیم بچپن میں دی جائے تو بہت مفید ہوتی ہے۔ مگر کسی بھی عمر کے احمدی کو نہیں چھوڑنا۔ ہر ایک کو نماز کے ترجمے اور مطالب سے آشنا کریں۔ پھر مطالب کا آنا ہی کافی نہیں بلکہ جب تک خدا تعالیٰ کی محبت کا رس نہ بھر جائے نماز کی لذت نہیں آتی۔ اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا نہیں ہوتا۔" (ایضاً)

وصلِ الٰہی نماز کا مقصد بتاتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:—

"سو سمجھنا چاہیئے کہ نماز ایک سوال ہے جو کہ انسان جدائی کے وقت درد اور رقت کے ساتھ اپنے خدا کے حضور میں کرتا ہے کہ اس کو لقا اور وصال ہو۔ کیونکہ جب تک خدا کسی کو پاک نہ کرے کوئی پاک نہیں ہو سکتا۔ اور جب تک وہ خود وصال عطا نہ کرے کوئی وصال کو حاصل نہیں کر سکتا۔ طرح طرح کے طوق اور قسما قسم کے زنجیر انسان کی گردن میں پڑے ہوتے ہیں۔ اور وہ بہتیرا چاہتا ہے کہ یہ دور ہو جائیں پر وہ دور نہیں ہوتے باوجود انسان کی خواہش کے کہ وہ پاک ہو جاوے، نفسِ لوامہ کی لغزشیں ہو ہی جاتی ہیں۔ گناہوں سے پاک کرنا خدا کا کام ہے۔ اس کے سوا کوئی طاقت نہیں جو زور کے ساتھ تمہیں پاک کرے۔ پس پاک جذبات کے پیدا کرنے کے واسطے خدا نے نماز رکھی ہے۔ نماز کیا ہے، ایک دعا جو درد، سوزش اور حرقت کے ساتھ خدا تعالیٰ سے طلب کی جاتی ہے تا کہ یہ بد خیالات اور برے ارادے دفع ہو جاویں۔ اور پاک محبت اور پاک تعلق حاصل ہو جاوے۔"

(تقاریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء)

نمازوں کی ادائیگی اور خشیت اللہ پیدا کرنے کے لئے یہ ایک نہایت ایمان افروز لائحہ عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے کما حقہٗ استفادہ کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔

عبدالحق فضل قائمقام مدیر

عزت مآب پوپ جان پال دوم کی ہندوستان میں تشریف آوری

عیسائیوں کے روحانی سربراہ عزت مآب پوپ جان پال دوم ماہِ فروری میں ہندوستان تشریف لا رہے ہیں اور مختلف تقاریب میں شریک ہوں گے۔ ہم افرادِ جماعت احمدیہ ان کی ہندوستان میں تشریف آوری پر خوش آمدید (Welcome) کہتے ہیں۔ وہ اپنے پروگرام میں سے وقت نکال کر سرینگر (کشمیر) اور قادیان (پنجاب) کی زیارت کیلئے ضرور تشریف لائیں۔

قادیان وہ مقدس بستی ہے جس میں بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے اور بتایا کہ مسیح کی آمدِ ثانی کی پیشگوئی میرے وجود میں پوری ہوئی اور زبردست دلائل سے ثابت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب کی لعنتی موت سے بچایا، اور وہ فلسطین سے ہجرت کر کے مختلف ممالک کا سفر کرتے ہوئے بالآخر بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس کشمیر پہنچے۔ اور وہاں ۱۲۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ محلہ خانیار سرینگر میں ان کا مزار موجود ہے۔ قادیان مثیلِ مسیح کا مقدس مولد و مسکن اور مدفن ہے۔ جماعت احمدیہ صدقِ دل سے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا رسول اور برگزیدہ نبی سمجھتی ہے اور ان کی دل سے عزت کرتی ہے۔

ہم عزت مآب پوپ جان پال دوم کو قادیان کی زیارت کی دعوت دیتے ہیں۔ اور ان کو یقین دلاتے ہیں کہ ان کا پوری طرح احترام و اکرام کیا جائے گا۔ کیونکہ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اِذَا اَتَاكُمْ كَرِيْمُ قَوْمٍ فَاَكْرِمُوْهُ کہ جب تمہارے پاس کسی قوم کا لیڈر اور سردار آئے تو اس کی عزت و تکریم کرو۔

(ادارہ)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۲ر نبوت (نومبر) ۱۳۶۴ ہش / ۱۹۸۵ء بمقام مسجد فضل لندن

سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ نہایت پُر معارف اور بصیرت افروز خطبہ جمعہ کیسٹ کی مدد سے احاطہ تحریر میں لا کر ادارہ تبدر اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے۔

(قائمقام ایڈیٹر بدر)

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے مندرجہ ذیل آیت قرآنیہ کی تلاوت فرمائی۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ۔ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝

(سورۃ المائدہ آیت ۵۶ - ۵۷)

پھر فرمایا:۔

سورہ مائدہ کی ان دو آیات کے معنی جن کی میں نے تلاوت کی ہے یہ ہیں کہ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ تمہارا دوست اللہ ہے وَرَسُوْلُهٗ اور اس کا رسول ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ اور وہ لوگ تمہارے دوست ہیں جو ایمان لائے ہیں جن کی صفات یہ ہیں اَلَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ کہ صرف ایمان ہی نہیں لائے بلکہ نماز کو قائم کرتے ہیں وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ اور زکوٰۃ دیتے ہیں وَهُمْ رٰكِعُوْنَ اور توحید خالص پر قائم ہیں شرک نہیں کرتے وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اور جو کوئی اللہ کو دوست رکھتے اور اس کے رسول کو وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور ان کو جو ایمان لائے

فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ

پس یقیناً اللہ تعالیٰ کا گروہ ہی غالب آنے والا گروہ ہے۔

یہاں رٰكِعُوْنَ کا ترجمہ میں نے توحید خالص پر قائم رہنے والے اور شرک نہ کرنے والے کیا ہے حالانکہ بظاہر تو رکوع کا معنیٰ تو رکوع کرنا ہے اور راکع کا مطلب ہے وہ جو رکوع کرے لیکن عرفِ عام میں اردو میں یہی معنیٰ عام چونکہ مستعمل ہیں اس لئے عربی میں جو دوسرے معنیٰ ہیں ان کی طرف دھیان نہیں جاتا ورنہ عربی لغت کے لحاظ سے رَكَعَ کا معنیٰ خالص توحید بھی ہے اور ایسی توحید جس میں شرک کا کوئی شائبہ بھی نہ پایا جاتا ہو اور چونکہ پہلے نماز کا ذکر ہو چکا ہے اس لئے نماز کے ایک جزء کو دہرانے کا کوئی موقع نہیں اس لئے موقع اور محل کی مناسبت سے یہاں رٰكِعُوْنَ کا معنیٰ شرک نہ کرنے والے ہیں چنانچہ قرآن کریم کی ایک دوسری آیت میں اس مضمون کی وضاحت ہو گئی فرمایا۔

مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۔ کہ خالصۃً اللہ کی طرف جھک جاؤ اس کا تقویٰ اختیار کرو نماز کو قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو نماز تو وہی قائم کرتا ہے جو مشرکوں میں سے نہیں ہوتا۔ تو دونوں جگہ نماز کے قیام کے معاً بعد شرک کی نفی کرنے سے مراد یہ ہے کہ بسا اوقات نمازوں میں بھی شرک کے مخفی پہلو موجود رہتے ہیں اور اس ضمن میں میں بعد میں گفتگو کروں گا لیکن اس سے پہلے جو ولایت کا مفہوم یہاں بیان کیا گیا ہے پہلے اس سے متعلق میں کچھ وضاحت کرنی چاہتا ہوں۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

یہ آیت اپنے اندر ایک بہت ہی گہری حکمت کا کلام بھی رکھتی ہے اور ایک اخفاء کا پردہ بھی جو اس حکمت کو اپنے اندر لپیٹے ہوئے ہے اخفاء کا پردہ یہ ہے کہ فرمایا کہ تمہارا کوئی دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور وہ لوگ جو ایمان لائے تو پھر مخاطب کون ہیں بظاہر تو یہ

تین الگ الگ چیزیں ہیں

جن کے دوست ہیں وہ الگ ذات معلوم ہوتی ہے اور جو دوست ہیں وہ الگ ہیں جو مدد کرنے والے ہیں وہ الگ ہیں جن کی مدد کی جاتی ہے وہ الگ ہیں لیکن تخاطب کی طرز یہ ہے کہ مومنوں ہی کو مخاطب کیا گیا اور مومنوں ہی کو یہ کہا گیا کہ اللہ اور رسول اور مومن تمہارے ولی ہیں پھر ایک اور خیال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ ولی ہے تو کیا کافی نہیں اور اگر ذکر ہونا چاہیے تھا تو خدا اور رسول کا ذکر اکٹھا ہو جاتا مومنوں کی ولایت کا کیوں ذکر ہے جبکہ وہ خود مومنوں کی جماعت میں شامل بھی ہیں جن کو مخاطب کیا جا رہا ہے اور ان کی ولایت کی تفصیل بھی بیان فرمائی گئی کہ یہ وہ لوگ ہیں جو نماز کو قائم کرتے ہیں جو زکوٰۃ دیتے ہیں اور توحید خالص کو قائم کرنے والے ہیں۔

امر واقعہ یہ ہے کہ توحید خالص کا قیام جس رنگ میں مومنوں کی جماعت کے ذریعہ ہوتا ہے یہ اسی کا ایک دوسرا نقشہ ہے یعنی بعض صفات باری تعالیٰ اور صفات رسالت اور صفات ایمان ایک ہو جاتی ہیں اور ایک ہی طرح نظر آتی ہے خدا سے لے کے بندے تک اور صفاتی لحاظ سے ایک عظیم الشان توحید کا قیام ہوتا ہے اس لئے وہ لوگ مخاطب بھی ہیں اور ساتھ ان کی جو مخاطب ہیں وہ خود اپنے مددگار بتائے جاتے ہیں یعنی اس لحاظ سے ایک اور معنی بھی اس میں بن جاتے ہیں کہ مومنوں کو یہ بتایا گیا ہے کہ

تم غیر اللہ کی طرف نہ دیکھنا

غیر مومن کی طرف کبھی نہ دیکھنا کیونکہ تمہارا ایسا ایمان ہے اور تمہارا ایسا عقیدہ ہے اور تمہارے ایسے اعمال ہیں کہ باقی دنیا کی ہمسائیگی سے تم کٹ چکے ہو اور مشکل کے وقت کوئی اور تمہارے کام نہیں آئے گا جب کبھی ابتلاء پیش آئیں گے جب بھی مدد کی ضرورت آئے گی اس وقت مومنوں ہی کی جماعت ہوگی جو مومنوں کی جماعت کی مددگار ہوگی۔ غیر مومن تمہاری مدد کے لئے نہیں آئے گا تو یہ بھی توحید کا ہی مضمون ہے یعنی غیر اللہ کا جو شرک ہے غیر اللہ پر جو توقع ہے کہ وہ مدد کرے گا اس کی کلیتہً نفی فرما دی گئی ہے تو ایسا کامل اتحاد ہے اس مضمون میں کہ حیرت ہوتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اس عقدے کو ہمارے لئے نہایت ہی حسین رنگ میں حل فرما دیا کہ خدا اور رسول اور مومنوں کا اکٹھا ذکر کرنے کی اور ان کی ولایت کا ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی اور یہ بھی بتا دیا کہ یہ ولایت کیا ہوتی ہے؟ اور اس ولایت کے نتیجے میں کیسے مومن کا دفاع ہوتا ہے کیسے حاصل کی جا سکتی ہے

چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ کی ایک حدیث ہے بخاری میں آپؓ فرماتے ہیں حضرت ابوہریرہؓ یہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے دوست سے دشمنی کی میں اس سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔ میرا بندہ جتنا میرا قرب اس چیز سے حاصل کرتا ہے جو میں نے اس [illegible] فرض کر دی ہے اس کے سوا کسی اور چیز سے وہ میرا اتنا قرب حاصل نہیں کر سکتا اور نوافل کے ذریعہ سے میرا بندہ میرے قریب ہو جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں اور جب میں اس کو اپنا دوست بنا لیتا ہوں تو اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے

اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں

جن سے وہ دیکھتا ہے اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے یعنی میں ہی اس کا کارساز ہو جاتا ہوں

اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اُس کو دیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ چاہتا ہے تو میں اُسے پناہ دیتا ہوں۔

پس یہ جلوہ ہے صفات باری تعالیٰ کا بندے میں اس کی محبت اور خالص محبت کے نتیجہ میں جس کا نقشہ قرآن کریم کی اس آیت نے کھینچا اور جس کی تفسیر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بیان فرمائی کہ اس طرح ایک توحید ایسی قائم ہوتی ہے کہ اس کو پھر آپ الگ الگ نہیں کر سکتے آخری مدد خدا ہی کی طرف سے آتی ہے مگر رسول کے وسیلے سے پہلے ایک مومنوں کی جماعت تیار ہوتی ہے اور جب تک مومنوں کی جماعت باخدا نہیں بن جاتی اُن کو مدد نہیں آتی اور مدد کا طریقہ ہی یہی ہے کہ مومنوں کی جماعت باخدا ہے اور باخدا بننے کے نتیجے میں خدا ان کے وجود میں ظاہر ہونے لگ جائے اور ایسی کیفیت پیدا ہو جائے کہ ان پر حملہ کرنا گویا خدا پر حملہ کرنا ہو جائے یہ وہ ولایت جماعت ہے مومنوں کی جماعت کی ولایت جس کی تفصیل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی اور طریقہ سکھا دیا کہ ولایت کیسے حاصل ہوگی یہ کوئی فرضی قصہ نہیں ہے ولایت کا بعض لوگ ولایت ڈھونڈتے ہیں عجیب شکلوں میں عجیب لباسوں میں ظاہری تقویٰ میں ولایت تو کوئی ایسی چیز نہیں جو دُور سے دیکھی جائے یہ تو ایسی چیز ہے جو

اندر محسوس کی جاتی ہے

اور اپنی ولایت ڈھونڈنی چاہیئے بجائے غیر کی ولایت ڈھونڈنے کے اور جب تک مومنوں کی جماعت اپنی ذات میں اپنے وجود کے اندر ولایت نہیں ڈھونڈتی ان کی مدد کے لیئے کوئی اور نہیں آئے گا خود داری کا بھی کیا سبق اس میں دیا گیا ہے۔ خود اعتمادی کا بھی کیا سبق دیا گیا ہے توحید کامل کا بھی کیا سبق دیا گیا ہے توحید کامل کا بھی کیا سبق دیا گیا ہے اور یہ ساری چیزیں خدا تعالیٰ کا رسول فرماتا ہے صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کہ نماز سے حاصل ہوں گی فرائض پر عمل پیرا ہونے سے خدا کی دوستی نصیب ہوتی ہے اس کا قرب نصیب ہوتا ہے اور جب نوافل میں انسان ترقی کرتا ہے تو پھر اللہ دوست بن جاتا ہے۔ فرماتا ہے میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں اب یہ بھی ایک بڑا دلچسپ مضمون ہے جس میں ایک تھوڑی سی اُلجھن نظر آتی ہے فرائض پر جو عمل کرے اس کے متعلق فرمایا اس کو میرا قرب عطا ہوتا ہے اور نوافل کے متعلق فرمایا کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں اس کے کان بن جاتا ہوں اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں اس کے بازو بن جاتا ہوں گویا اس کا سارا وجود میرا وجود ہو جاتا ہے یہ کیا وجہ ہے نوافل کو کیا فضیلت ہے درحقیقت

فرائض اور نوافل کی نسبت

وہی ہے جیسے انسانی جسم کے ڈھانچے اور اس کے حسن کی نسبت ہے ہر انسان خواہ وہ کیسا ہی کریہہ المنظر ہو انسان ہے بنیادی طور پر اور بعض بنیادی انسانی حقوق رکھتا ہے وہ حقوق اُسے بہر حال ملنے چاہئیں خواہ وہ بدصورت ہو خواہ وہ لنگڑا ہو خواہ وہ لُولا ہو جیسی بھی اس کی شکل ہو جیسی بھی اس کی قوم ہو جیسا بھی اس کا رنگ ہو چونکہ بنیادی انسانی ڈھانچہ رکھتا ہے اس لیئے اس کے حقوق اس کو ملنے چاہئیں لیکن ضروری نہیں کہ اس سے محبت بھی ہو جائے۔ محبت کے لیئے لازمی چیز ہے کیونکہ حسن نفسل اس کو کہتے ہیں جس کے نہ ہونے سے وجود نہ ہٹ جا سکے اور ہو تو بہتر نہ ہو

تو تب بھی وجود قائم رہے تو فرضوں اور نوافل میں یہی نسبت ہے یہ مراد نہیں ہے کہ نوافل پڑھو اور فرض بے شک نہ پڑھو جیسا کہ بعض بے چارے گمراہ ہوئے صوفیا رنے بالآخر یہ نتیجہ نکال لیا کہ صرف نوافل کافی ہیں شریعت کی ظاہری پیروی کی ضرورت نہیں یہ تو ایسی بات ہے جیسے کہ کوئی کہے کہ انسان کا ڈھانچہ ضروری نہیں ہے صرف انسان کا حسن کافی ہے ڈھانچہ ہوگا نہیں تو حسن بنے گا کیسے؟ ہونٹ نہیں ہوں گے ناک نہیں ہوگا کان نہیں ہوں گے آنکھیں نہیں ہوں گی تو کیسا حسن وہاں سما سکتا ہے حسن تو ایک کوئی ٹھوس وجود نہیں کسی چیز کا ایک تناسب کا نام ہے ایک رُوح کا نام ہے وہ کسی ٹھوس وجود کو چاہتی ہے تو

نوافل زینت بخشتے ہیں فرائض کو

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تم میرے ارشاد کے مطابق فرائض ادا کرتے ہو تو میں تمہیں اپنا قرب عطا کر دیتا ہوں لیکن محبت کروانے کے لیئے تمہیں اپنے اندر حسن پیدا کرنا پڑے گا اور حسن نوافل کے ذریعے پیدا ہوتا ہے یعنی وہ چیزیں جو فرض نہیں ہیں اپنے شوق اور اپنی محبت سے کرو اور محبت کا اس مضمون سے ویسے ہی ایک طبعی تعلق ہے اگر ایک شخص کو کسی چیز سے محبت نہ ہو کسی شخص سے محبت نہ ہو تو صرف فرائض ادا کرے گا اس سے زیادہ وہ آگے نہیں بڑھے گا کم سے کم کرنے کی کوشش کرے گا اور جب وہ کم سے کم آگے بڑھتا ہے تو محبت کے سوا اس کو محرک کچھ ہو ہی نہیں سکتا اگر زبردستی ہو تو وہ فرض بن جائے گا پھر نفل کا مطلب ہے کہ کوئی زبردستی نہیں ہے کوئی اور ایسی وجہ نہیں کہ انسان مجبور ہو کہ وہ کام کرے بغیر مجبوری کے از خود دل سے ایک تحریک اُٹھتی ہے دل سے ایک تمنا پیدا ہوتی ہے کہ میں یہ کام کر دوں حالانکہ مجھ سے نہیں پوچھا گیا تو فرائض کے بعد چونکہ نفل پیدا ہی محبت کے نتیجہ میں ہوتے ہیں اس لیئے کیا عظیم الشان کلام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا اور کیسے معرفت کے راز رکھتا ہے اور کیسا خدا آپ کو عرفان بخشتا ہے فرائض کو قرب سے باندھنے کے بعد فرمایا کہ اگر محبت الٰہی چاہتے ہو جسے ولایت کہا گیا ہے تو پھر اس کے لیئے ضروری ہے کہ تم بھی محبت الٰہی پیدا کرو یعنی نوافل کے ذریعہ اس کا قرب ڈھونڈو اور اس کے نتیجے میں پھر ایسی محبت تم سے کرے گا کہ

تمہارا وجود اور خدا کا وجود

ایک ہو جائیں گے۔

(آگے مسلسل صفحہ ۸ پر)

ہفتۂ مال

قائدین مجالس اور ناظمین مال سے درخواست ہے کہ لائحہ عمل ۸۶-۱۹۸۵ء کے مطابق یکم تا ۷ فروری ہفتۂ مال منائیں۔ اس ہفتہ میں تشخیص بجٹ۔ چندہ مجلس چندہ اجتماع۔ چندہ رسالہ مشکوٰۃ اور چندہ سیدنا بلال فنڈ خدمت کی وصولی کا اہتمام کریں اور اپنی رپورٹ سے دفتر مرکزیہ کو مطلع فرمائیں۔

مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

"میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں"
(ارشاد حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)
NO 75 FARAH COMMERCIAL COMPLEX
J.C. ROAD BANGLORE 560002.
PH. NO - 228666
محتاجِ دعا: اقبال احمد جاوید مع برادران جے این روڈ لائٹنرز اینڈ جے این انٹر پرائسز

یہ وہ خدا سے لے کر بندوں تک مومنوں تک ایک توحید پیدا ہوتی ہے جس کے بعد ناممکن ہے کہ اس توحید خالص پر کوئی دوسری چیز غالب آجائے۔ یہ مضمون ہے جو بیان فرمایا گیا۔ فانّ حزب اللّٰہ ھُم الغلبون۔ پہلے ان کو اکٹھا کیا گیا پھر حزب اللّٰہ کہہ دیا اُن کو۔ یہ اللّٰہ والے لوگ ہیں یہ اللّٰہ کا گروہ ہے۔ اس میں اللّٰہ بھی شامل ہے رسول بھی شامل ہے مومن بھی شامل ہیں سب مل کر ایک حزب اللّٰہ بن جاتے ہیں فرمایا انہوں نے غالب آنا ہی آنا ہے کون ہے جو ان کو شکست دے سکے۔ پس جب قیام نماز کی طرف مَیں توجہ دلاتا ہوں تو یہ مراد نہیں ہے کہ صرف فرائض پر آپ راضی ہو جائیں فرائض پر راضی ہونا ویسے بھی نقصان کا سودا ہے کیونکہ فرائض کی نوافل حفاظت کرتے ہیں یعنی دوسرا اعلیٰ مقصد تو اپنی ذات میں ہے ہی بہت حسین مقصد علاوہ ازیں بھی اگر فرائض ہی ہوں صرف تو جب بھی کوئی حملہ ہو جب بھی کوئی کمزوری واقع ہو تو فرائض پر اثر پڑتا ہے وہ جھڑنے لگتے ہیں جو صرف فرض پڑھنے والے لوگ ہیں ان پر بھی بیماریاں آتی ہیں ان پر بھی تھکاوٹیں آتی ہیں اور ان پر بھی کئی قسم کے عوارض آتے ہیں جس کے نتیجے میں چونکہ ان کے پاس صرف فرض ہی ہوتے ہیں جب وہ کمی کریں گے فرائض میں کریں گے۔ جن کے

فرائض لپٹے ہوئے ہیں نوافل میں

فرائض پر حملہ ہونے سے پہلے نوافل اپنی قربانی بخشتے ہیں۔ قربانیاں دیتے ہیں اپنی اور آگے کھڑے ہو جاتے ہیں فرائض کے۔

چنانچہ بہت ہی شدید کوئی مصیبت اور مشکل اور الجھن پیش آجائے تو الگ مسئلہ ہے۔ ورنہ نوافل پڑھنے والوں کے فرائض ہمیشہ محفوظ رہتے ہیں اس لئے بھی اور اس لئے بھی جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے کہ جسم تو آپ کو عطا ہو جائے گا فرائض کے ذریعہ وہ حُسن بھی تو چاہیئے جو خدا تعالیٰ کو کھینچے اپنی طرف وہ خدا ہی کا حُسن ہے یہ بھی ایک عجیب بات ہے کہ خدا کے لئے اپنی ذات کی خاطر جذب پیدا کرنا چاہتے ہوں تو حُسن بھی خدا سے ہی مانگنا پڑے گا۔ صفات باری اس کی اپنائیں گے تو آپ کی ذات میں وہ حُسن پیدا ہو گا جو اللّٰہ کے لئے باعثِ کشش ہے جس کا یہاں ذکر فرمایا گیا ہے۔

دوسرا پہلو توحید کا جو اس میں بیان فرمایا گیا ہے نماز کو توحید سے ایک گہرا تعلق بتایا گیا ہے یہ مضمون بھی وضاحت طلب ہے۔ آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔

افضل الذکر لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ

کہ سارے ذکروں میں سب سے افضل لَا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ ہے اور وہاں محمد رسول اللّٰہ کا ذکر نہیں فرمایا جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہُ اللّٰہ تعالیٰ نے یہ تحریک فرمائی کہ کثرت کے ساتھ لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ کا ذکر کیا جائے تو احمدیوں نے جگہ جگہ بیج لگا کے لکھا بورڈوں پر آویزاں کیا اور کثرت کے ساتھ اونچی آواز میں بھی پڑھنے لگے۔ بہت سے غیر از جماعت دوست چونکہ ذاتی طور پر دین کا علم نہیں رکھتے اور اُن کا دین اُتنا ہی ہے جو مولوی کے ذہن میں ہے۔ اس لئے ان کو اس پر بڑا تعجب بھی ہوا اور بڑا سخت حملے کا بھی موقعہ ملا چنانچہ کثرت سے جماعت پر یہ اعتراض شروع ہو گیا کہ دیکھا ہمارے مولوی سچ کہتے تھے کہ آپ اللّٰہ کی توحید تک کا ہی مذہب رکھتے ہیں آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے۔ آپ کا مذہب صرف توحید پر ختم ہو جاتا ہے اور اگلا ضروری قدم جو تشہد کا ہے اشھد ان لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ واشھد انّ محمدًا رسول اللّٰہ وہ آپ نہیں اُٹھاتے۔ ثابت ہوا کہ آپ مسلمان نہیں ہیں۔ اور یہ اعتراض عام جہلاء ہی نہیں کرتے تھے بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگ کرتے تھے۔ ہر سوسائٹی ہر طبقے کے غیر احمدیوں نے احمدی دوستوں پر یہ اعتراض کئے حالانکہ یہ خود ان کی لاعلمی ہے۔ آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جب ذکر فرمایا ہے تو

ذکر تو صرف خدا کا ہوتا ہے

اُس ذکر میں رسول شامل نہیں ہوا کرتا۔ ذکر اور چیز ہے اور کلمۂ توحید جو مسلمان ہونے کے لئے پڑھنا ضروری ہے وہ ایک اور چیز ہے آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بڑھ کر تو خدا سے کوئی محبت نہیں رکھتا تھا اور آپ نے یہ ہمیں راز سکھایا کہ جب ذکر کی بات ہو تو خدا کی توحید کے سوا اس میں کسی چیز کو شامل نہیں کرنا۔ خالص توحید الٰہی کے ذریعہ ذکر ہوتا ہے اور جہاں بھی جہاں نمازوں کا ذکر ملتا ہے قرآن کریم میں وہاں اس کا توحید سے رشتہ باندھا گیا ہے آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا افضل الذکر لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ اس میں ہمیں ایک اور بھی مضمون سمجھ آ گیا ذکر کے وسیع معنوں میں

نماز سب سے اہم ذکر ہے

اور ذکر کی جتنی بھی شکلیں ہیں ان میں سب سے زیادہ جامع شکل نماز کی ہے تو افضل الذکر الصلوٰۃ نہیں فرمایا بلکہ افضل الذکر لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ فرمایا جس کا معنی یہ ہے کہ نماز بھی اس کلام کے اثر کے نیچے ہے اور نماز اگر توحید کا مظہر بنے گی تو افضل ہو جائے گی۔ اگر توحید کا مظہر نہیں بنے گی تو افضل نہیں ہو گی۔ یعنی ہر صلوٰۃ فی ذاتہٖ افضل نہیں ہوتی ہر عبادت اپنی ذات میں اُس درجۂ کمال کو نہیں پہنچتی جس درجۂ کمال کو توحید خالص عبادت کو پہنچاتی ہے جب وہ عبادت میں شامل ہو جاتی ہے جب وہ اس کے اندر جذب ہو جاتی ہے تب اس کے اندر ایک نئی شان پیدا ہو جاتی ہے اور افضل الذکر لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ میں سب سے پہلے پھر وہ نماز آئے گی جو توحید میں رچ بس گئی ہے یا توحید اس کے اندر رچ بس گئی ہے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے قیام توحید کا تعلق نماز سے باندھا ہے۔ اور توحید کی وہ تعریف فرمائی ہے اس سے یہ مضمون اور بھی زیادہ واضح ہو جاتا ہے کہ کیوں نماز میں توحید باری تعالیٰ کا داخل ہونا اور اس کے اندر جذب ہو جانا یہاں تک کہ دو وجود نہ رہیں یہ انتہائی ضروری ہے۔

فرمایا یہ کلمہ شریف ایک اللّٰہ کے سوا تمام الٰہوں کی نفی کرتا ہے تمام اَنفُسی اور آفاقی اِلٰہ باہر نکال کر اپنے دل کو ایک اللّٰہ کے واسطے پاک صاف کرنا چاہیئے بعض بُت ظاہر ہیں مگر بعض بُت باریک ہیں مثلاً خدا تعالیٰ کے سوا اسباب پر توکل کرنا بھی ایک بُت ہے مگر یہ ایک باریک بُت ہے وہ باریک بُت جو لوگ اپنی بغلوں کے اندر دبائے پھرتے ہیں ان کا نکالنا ایک مشکل امر ہے بڑے بڑے فلسفی اور حکیم ان کو اپنے اندر سے نکال نہیں سکتے وہ نہایت باریک کیڑے ہیں جو کہ خدا تعالیٰ کے بڑے فضل کی خوردبین کے سوا نظر نہیں آسکتے وہ بڑا ضرر انسان کو پہنچاتے ہیں۔ وہ بُت جذباتِ نفسانی کے ہیں کہ جو انسان کو خدا تعالیٰ اور تمام بنی نوع انسان کی حقوق تلفی میں حد سے باہر لے جاتے ہیں بہت سے پڑھے لکھے جو کہ عالم کہلاتے ہیں اور فاضل کہلاتے ہیں اور مولوی کہلاتے ہیں اور حدیثیں پڑھتے ہیں اپنے آپ میں ان بُتوں کی شناخت نہیں کر سکتے۔ عارفانہ کلام جب سُنا جاتا ہے تو محسوس ہوتا ہے کہ اس میں اور غیر کے کلام میں ایک بڑا فرق ہے۔ جب اللّٰہ تعالیٰ کسی نبوز میں داخل ہو جائے تو اس کے کلام میں بھی خدا تعالیٰ کی شان نظر آتی ہے فرمایا ہے

نئے سال کا تحفہ

حضور ایدہ اللّٰہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

یہ ۱۹۸۶ء یا ہجری شمسی کے لحاظ سے ۱۳۶۵ ہش کا پہلا جمعۃ المبارک ہے۔ فرمایا کہ عمومی دستور ہے کہ نئے سال کے آغاز پر ایک دوسرے کو مبارک باد دی جاتی ہے اور جہاں تک کسی کے بس میں ہے تحائف بھی پیش کئے جاتے ہیں فرمایا کہ مَیں اس رسم کو دینی رنگ دیتے ہوئے سب سے پہلے تمام جماعت احمدیہ کو محبت بھرا السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہٗ کا تحفہ پیش کرتا ہوں۔ اس دُعا کے ساتھ کہ یہ سال اللّٰہ تعالیٰ ہر لحاظ سے جماعت احمدیہ کے لئے ہی نہیں تمام بنی نوع انسان کے لئے پہلے سال سے زیادہ بہتر بنائے۔

وجود میں شناخت نہیں کر سکتے یہ بڑی گہری حقیقت ہے۔ اکثر لوگ دھوکے کی زندگی گزار رہے ہوتے ہیں غفلت کی زندگی گزار رہے ہوتے ہیں یعنی ضروری نہیں کہ وہ منافق ہوں حقیقتاً وہ اس بات سے غافل ہوتے ہیں اس بات کا علم ہی نہیں رکھتے کہ ان کے اندر مخفی بُت پل رہے ہیں بڑی شدت کے ساتھ جب وہ غیر میں شرک کے اجزاء دیکھتے ہیں یا آثار پاتے ہیں اس پر وہ حملہ کرتے ہیں اور بظاہر بڑی دیانت اور خلوص کے ساتھ اس پر حملہ کرتے ہیں لیکن

اپنے دل میں وہی بُت

یا اس سے بھی زیادہ بُت ان کے علاوہ اور بھی بُت پرورش پا رہے ہوتے ہیں اور بے چارے شناخت نہیں کر سکتے فرمایا اپنے آپ میں ان بُتوں کی شناخت نہیں کر سکتے۔ اور اُن کی پوجا کرتے ہیں ان بُتوں سے بچنا بڑے بہادر آدمی کا کام ہے جو لوگ ان بُتوں کے پیچھے لگتے ہیں وہ آپس میں نفاق رکھتے ہیں ایک دوسرے کے حقوق تلف کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے ایک شکار مارا ہے معاشرتی بُرائیوں اور بدیوں کو کس طرح توحید سے جُدا کر کے یہ بتایا کہ توحید خالص ہو اور کوئی مخفی بُت نہ ہو تو یہ معاشرتی بدیاں رہ ہی نہیں سکتیں یہ معاشرتی بدیاں شرک کی علامت ہیں اور شرک کا ایک مظہر یہ ہے کہ سوسائٹی بھی بکھر جاتی ہے صرف اللہ الگ الگ نہیں ہوتے بلکہ ان کی پوجا کرنے والے بھی الگ الگ ہو جاتے ہیں۔ یعنی توحید کامل دُنیا میں بھی مومنوں کی جماعت کو ایک توحید کامل عطا کرتی ہے وہ ایک وجود بن جاتے ہیں اور ایک جماعت ہو جاتے ہیں۔ اور اگر اُن کے اندر مخفی بُت ہوں اور شرک ہو اور ان کو علم بھی نہ ہو کہ ہم مخفی بُتوں کی پوجا کر رہے ہیں۔ تو نظام قدرت ان کے اس حال کو ننگا کر دیتا ہے۔ ایسی سوسائٹی میں آپ کو یہ علامتیں نظر آئیں گی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی ہیں۔ آپس میں نفاق رکھتے ہیں ایک دوسرے کے حقوق تلف کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے ایک شکار مارا ہے۔ اتنا گہرا مضمون حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باندھا ہے اور اتنا طبعی عقلی منطقی نتیجہ نکالا ہے کہ انسان حیرت میں مبتلا ہوتا ہے کہ

توحید کی ایک یہ بھی تصویر ہے

لیکن جب آپ اس پر غور کرتے ہیں تو اس سے بڑھ کر حیرت اس بات پر ہوتی ہے کہ ہمیں کیوں نہیں پہلے یہ خیال آیا یہ تو طبعی بات تھی ہونا ہی یہی چاہیئے۔ توحید کا معنی اس کے سوا نکلتا ہی کوئی نہیں۔ وہ توحید جس کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت میں آیا ہے جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی اس توحید کے بعد مومنوں کی جیسی جماعت وجود میں آتی ہے اس میں ایک دوسرے کے حق تلف کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ ہر ایک اُن میں سے جانتا ہے کہ وہ خدا کا مظہر ہے اور کون ہے جو جانتے بوجھتے ہوئے خدا کا مظہر ہوتے ہوئے خُدا کے حقوق تلف کرنے کی کوشش کرے۔ یعنی وہ صفات باری پر حملہ سمجھتے ہیں اپنے بھائی پر حملہ۔ اپنی ذات پر حملہ سمجھتے ہیں اپنے بھائی پر حملہ یہ ہے وہ کامل توحید جس کا قرآن کریم کی اس آیت میں نقشہ کھینچا گیا ہے جس کی تشریح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی ہے۔

پس میں نے نمازوں کے بعد جو زور دیا تھا حقوق العباد پر یہ کوئی بے تعلق بات نہیں تھی امر واقع یہ ہے کہ نمازوں کے ذریعہ آپ توحید خالص حاصل کر سکتے ہیں اور تمام دُنیا کے لئے آپ ناقابل تسخیر بن سکتے ہیں۔ کیونکہ ہمیشہ

بڑے گا کہ آپ یہ سب کچھ حاصل کر بھی رہے ہیں کہ نہیں اپنے نفس کی غلط فہمی کے نتیجہ میں آپ کچھ بھی حاصل نہیں کر سکیں گے اور چونکہ اپنے نفس کا حال معلوم کرنا ایک مشکل امر ہے۔ اس لئے ایک شیشہ دکھایا گیا ہے آپ کو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شیشہ مہیا کر دیا ہے آپ کو۔ آپ اس شیشہ کے ذریعے اپنی سوسائٹی کی تصویر تو دیکھیں اگر وہاں نفاق پایا جاتا ہے اگر وہاں ایک دوسرے کا حق تلف کرنے کا رُجحان پایا جاتا ہے۔

اگر ایثار کی بجائے حق تلفی

دکھائی دیتی ہے تو پھر آپ کی نمازیں وہ بات نہیں پیدا کر سکیں۔ جن کی خاطر نمازیں قائم کی گئیں۔ پھر آپ کو توحید کے منصب پر قائم ہونے کی توفیق نہیں ملی۔ اور جب تک توحید عطا نہیں ہوگی ولایت باری عطا نہیں ہوگی۔ جب تک اللہ کی ولایت بحیثیت مجموعی مومنوں کی جماعت کو نصیب نہیں ہوتی۔ آپ غیر کے حملے سے محفوظ نہیں ہیں باوجود اس کے کہ پہلے کی نسبت مجھے نمایاں فرق نظر آ رہا ہے جب میں نے بعض خطبات کے ذریعے بار بار حقوق العباد کی طرف توجہ دلائی اس وقت جتنی شکایتیں اور جتنے تکلیف دہ واقعات آئے دن میرے سامنے آیا کرتے تھے اس کا عشر عشیر بھی اب باقی نہیں رہا۔ کچھ تو یہ وجہ ہے یقیناً اس وقت بھی میں نے محسوس کیا تھا کہ ہر خطبے کے بعد جب جماعت میں اس کو پھیلایا گیا تو

کثرت سے آپس میں صلحیں

ہوئیں کثرت سے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ معافیاں مانگی گئیں۔ ایسے بھی لوگ تھے جو ساری عمر اپنے آپ کو مظلوم سمجھتے رہے لیکن دوڑ کر پہلے گئے اور اپنے بھائی سے معافی مانگی۔

تو جماعت کے اندر جو اخلاص کا ایک اعلیٰ معیار پایا جاتا ہے تسلیم و رضاء کا ایک اعلیٰ معیار پایا جاتا ہے اس کے نتیجے میں خدا کے فضل کے ساتھ وہ تبدیلیاں پیدا ہونی شروع ہوئیں۔ کچھ اس لئے بھی کہ بعد میں ابتلاء کا دَور ننگا ہو کر سامنے آگیا۔ اور جب خطرات بڑھتے ہیں تو اندرونی اصلاح کا ایک نظام خود بخود چل پڑتا ہے۔ جب غیر حملہ کر رہا ہو تو آپس کا بھائی چارہ پہلے کی نسبت بہت بہتر شکل اختیار کر جاتا ہے بہت مضبوط بندھنوں میں باندھا جاتا ہے اس لئے یہ بھی ایک طبعی بات تھی پھر تقویٰ اللہ پیدا ہوتا ہے۔ جتنا بھی تقویٰ اللہ پیدا ہو خدا سے محبت پیدا ہو وہ توحید انسان کے وجود میں سرایت کرنے لگ جاتی ہے جس کا ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود جس اعلیٰ معیار پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کو دیکھنا چاہتے ہیں ابھی اس سے ہم بہت پیچھے ہیں ابھی ہماری قضاء کے نظام کے ہاتھ بھرے پڑے ہیں ابھی ان کو تاریخیں دینی پڑتی ہیں اور تمام دُنیا میں جہاں جہاں بھی قضاء ہے وہ خالی ہو کے ابھی نہیں بیٹھی تو ایک یہ بھی ذریعہ ہے اپنی توحید کو جانچنے کا۔ جس دن قضاء کے ہاتھ خالی ہو جائیں گے اس بناء پر کہ جھگڑے ختم ہو گئے اس دن سمجھیں کہ آپ کو خدا تعالیٰ نے توحید کی برکت سے ایک دفعہ قوم میں تبدیلی فرما دیا۔ اور یہ توحید خالص طبعی طور پر بھی اپنا اثر دکھاتی ہے۔ وہ ساری قومیں جن میں توحید پیدا ہو جائے خواہ وہ خدا کی قائل نہ بھی ہوں وہ عموماً ناقابل تسخیر ہو جایا کرتی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ یہ نہیں ہوگا پھر مدد کروں گا۔ میں اپنی ذمہ داری لے لوں گا میں تم پر حملہ اپنی ذات پر حملہ سمجھوں گا۔ ایسی جماعت کو تو پھر

دُنیا کی کوئی طاقت

ایک رحمت کا پھل

حضور نے فرمایا کہ نئے سال کا ایک رحمت کا پھل جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا ہے اور جماعت کی تاریخ میں ایک نئے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ جنوبی امریکہ میں جماعت احمدیہ کو پہلی مرتبہ مشن کے قیام کیلئے ایک بہت ہی موزوں جگہ خریدنے کی توفیق مل گئی ہے الحمد للہ۔ یہ جگہ برازیل کے دارالخلافہ کے قریب ہی نیتورائے (NITEROI) میں واقع اور ۵۰،۶۰۰ میٹر یعنی تقریباً ۱۲½ ایکڑ رقبہ پر مشتمل ہے۔

مٹا نہیں سکتی ساری کائنات کی طاقت مل جائے تو خدا کی اس طاقت کے مقابل پر وہ نہیں ٹھہر سکتی نہ وہ حملہ آور ہوتی ہے نہ وہ نتیجہ پیدا کر سکتی ہے اگر خدا خود اجازت بھی دیدے اس کو۔ اس لئے ان دونوں باتوں کو اکٹھا سنیں۔ اور اکٹھا ان پر عمل کریں۔ یعنی نماز کے قیام کا توحید سے جو تعلق ہے اس کو سمجھیں۔ اور اپنی نمازوں کو خالص کریں۔ اور نماز کو خالص کیسے کیا جائیگا اس کے متعلق مَیں انشاء اللہ آئندہ خطبے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اقتباسات آپ کے سامنے رکھونگا۔ لیکن عمومی طور پر آج اسی پر اکتفا کرتا ہوں کہ توحید باری تعالیٰ کا عبادت کے ساتھ ایک بڑا گہرا تعلق ہے۔ اور ولایت کے حصول کے لئے فرائض کافی نہیں بلکہ نوافل کے ذریعے اللہ کی محبت حاصل کی جاتی ہے اس لئے

نوافل میں آگے بڑھیں

اور تیسری بات یہ ہے کہ اگر آپ نوافل میں آگے بڑھتے ہیں اور آپ کو خدا کی ولایت نصیب ہو جاتی ہے تو پھر یہ کمینی باتیں نہیں باقی رہ سکتیں۔ آپ کی ذات میں ایک عظمت پیدا ہو جائے گی بڑا بلند کردار ہو جائے گا۔ آپ کے حوصلے آپ کے ارادے۔ آپ کی نظر۔ آپ کی بصیرت ان میں ایک شاندار تبدیلی واقع ہو گی۔ نُبیلٹی جس کو کہتے ہیں وہ اپنے درجۂ کمال میں آپ کو حاصل ہو جائے گی۔ نجابت کے آپ نمونے بن جائیں گے۔ ایسی صورت میں یہ گھٹیا باتیں کہ فلاں کا حق مار لینا اس کا تو کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ ایسی صورت میں تو شوق سے انسان اپنے حق سے بڑھ کر حق ادا کرتا ہے۔ یعنی اپنے حق میں سے ادا کرتا ہے دوسرے کو بجائے اس کے کہ دوسرے کا حق چھینے۔ بہت ہی ایک پیاری فضا پیدا ہوتی ہے۔ اور اس ایثار کے نتیجے میں پھر سوسائٹی بڑی تیزی کے ساتھ محبت میں ترقی کرتی ہے۔

اس لئے اس آئینے میں اپنی شکلیں بھی دیکھتے رہیں ساتھ اور جان لیں کہ اگر آپ ایسا نہیں کر سکیں گے تو پھر ولایت کے دعوے جھوٹے ہیں کیونکہ قرآن کریم بہر حال سچا کلام ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی تفسیر کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور اللہ تعالیٰ سے عرفان حاصل کیا وہ عرفان تمام دائمی سچائیوں کی طرح ایک سچائی ہے اس میں آپ کبھی تبدیلی نہیں دیکھیں گے۔ اس لئے ان پیمانوں پر اپنے آپ کو پرکھیں اور کوشش اور جد و جہد کرتے رہیں اور یقین رکھیں کہ یہ

سب کچھ دُعا ہی کے ذریعے حاصل ہوگا

اور نماز ہی کے ذریعے حاصل ہوگا۔

پس جس چیز کا حصول کرنا چاہتے ہیں ذریعہ بھی وہی ہے حصول کا۔ نمازوں پر قائم ہو جائیں سوچ کر پڑھیں۔ فکر کے ساتھ پڑھیں توجہ کے ساتھ پڑھیں۔ خدا کے ساتھ اپنا تعلق قائم کرتے ہوئے اور یاد کرتے ہوئے کوشش کے ساتھ پڑھیں اگر نہ ہو سکے تو پھر خدا سے دُعا مانگیں اور پھر

اپنی ذات کی نگرانی رکھیں

کہ آپ کے اندر کوئی پاک تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں کہ نہیں ہو رہیں۔ اس کے نتیجے میں آپ سوسائٹی کو باندھنے والے بن رہے ہیں یا سوسائٹی کو کاٹنے والے بنے ہوئے ہیں اس طرح آپ کو کھلی کھلی واضح شکل اپنی نظر آنی شروع ہو جائے گی۔ ورنہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔

واقعی بات یہی ہے کہ عالم ہو بڑا قابل ہو بہت متفکر ہو بہت مطالعہ رکھتا ہو قرآن و حدیث کا جب تک اللہ کا فضل نصیب نہ ہو اس وقت تک

انسان اپنے مخفی بتوں

کو جانچ نہیں سکتا پہچان نہیں سکتا۔ بس ایک صاحب فضل نے آپ کو پہچاننے کا ذریعہ عطا کر دیا اس ذریعے سے فائدہ اُٹھائیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور نے فرمایا

نماز جمعہ کے بعد حسبِ سابق عصر کی نماز پڑھی جائے گی۔ یعنی دونوں جمع ہونگی اور نماز عصر کے معًا بعد مکرم و محترم چوہدری بشیر احمد صاحب کاہلوں مرحوم کی نماز جنازہ غائب پڑھی جائے گی۔ مکرم چوہدری انور احمد صاحب کاہلوں انگلستان کی جماعت کے امیر ہیں وہ آج کل اسی لئے لاہور گئے ہوئے ہیں کہ ان کے والد کی پریشان کُن علالت کی اطلاع آئی تھی یہ بھی ان پر خدا کا فضل ہوا کہ ایسی حالت میں پہنچ گئے کہ جب وہ ابھی گفتگو بھی کر سکتے تھے پہچانتے بھی تھے اور ایک دوسرے سے محبت کے ساتھ مل سکے اور سمجھ کر مل سکے لیکن کچھ دن کے بعد ان کی وفات ہو گئی ہے اس لئے خاص طور پر ان کے لئے نماز جنازہ میں دُعا کی جائے۔ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے بھی یہ بڑے پرانے ساتھیوں میں سے تھے۔ بہت گہری محبت رکھتے تھے آپس میں۔ ان کے جانے کے بعد اس خاندان میں اوپر تلے چوہدری صاحب کے قرب رکھنے والوں میں کئی وفاتیں ہوئی ہیں۔ پہلے چوہدری عبداللہ خان صاحب کی وفات ہوئی پھر آپا آمنہ مرحومہ کی وفات ہوئی۔ پھر اب چوہدری بشیر احمد صاحب یہ ایک گروہ ہی ہے اور بعض لوگ اس کے نیچے میں بعض دفعہ یہ خیال بھی کرتے ہیں کہ شاید ہم تعلق لوگوں کو خدا تعالیٰ اکٹھا ہی گروہ کی شکل میں بُلایا کرتا ہے بہرحال اس کے راز وہی بہتر سمجھ سکتا ہے مگر اس سارے گروہ کو اللہ تعالیٰ اپنی قرب کی جنتیں عطا فرمائے۔

ساری جماعت مبلغ بن جائے

اِرشاداتِ عالیہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

”جتنے خاندان تبلیغ کرتے ہیں ان خاندانوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت زندہ رہتی ہے اور جو لوگ تبلیغ چھوڑ جاتے ہیں ان کی نسلیں آہستہ آہستہ سرک کر کمزور ہونے لگ جاتی ہیں سوائے اس کے کہ خدا کی تقدیر کسی اور ذریعے سے ان کو سنبھالنے کا فیصلہ کرلے اس لئے اس پر جتنا بھی زور دیا جائے کم ہے۔ اس وقت آپ کے جتنے جذبات ہیں انکے دعائے کچھ تو اللہ کی جانب بہہ رہے ہیں وہ تو ہمیشہ اسی سمت میں بہتے رہیں گے اور ثمرات فی الحقیقت تو آسمان ہی سے آئیگی کیونکہ ہماری ساری کوششوں کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہے۔ لیکن کچھ دعائے آپ کے تدبیر کیطرف بھی جاری ہونے چاہئیں اور تدبیر میں سب سے اہم تدبیر اس وقت تبلیغ ہے کیونکہ دشمن جس چیز پر حملہ کرے بیدار قوموں کا کام ہے کہ تجزیہ کرکے معلوم کریں کہ اس کے حملے کا رُخ کیا تھا اور جس چیز کو وہ مٹانا چاہے اس سمت میں پوری قوت اور پوری شان کے ساتھ اُبھر کر سامنے آنا چاہیئے۔ یہ ہے زندگی کا اسلوب اور موجودہ تحریک کا آپ تجزیہ کریں تو معلوم ہوگا کہ انہوں نے جماعت کی تبلیغ پر حملہ کیا ہے جماعت کی مرکزیت پر حملہ کیا ہے اور وسائل پر حملہ کیا ہے۔ جن وسائل کو ہم احمدیت کے پھیلانے میں استعمال کیا کرتے تھے اس کا حقیقی جواب ایک زندہ قوم کیطرف سے یہی ہونا چاہیئے کہ اچھا تم کہتے ہو کہ ہم تبلیغ بند کر دیں گے ہم اس کو اتنا زیادہ کریں گے۔ اتنا زیادہ قوت کے ساتھ اب اُبھریں گے اسی میدان میں کہ تم سے سنبھالا نہیں جائیگا۔ کہاں کہاں پیچھا کرو گے! ہر طرف احمدیت نئی شان کے ساتھ نئی قوت کے ساتھ نئی نشو و نما کے مناظر دکھاتے ہوئے اُبھرتی چلی جائیگی۔ یہ ہے جواب۔ لیکن یہ جواب وقتی قربانی کو نہیں چاہتا۔ ایسے جوش کو نہیں چاہتا کہ آج آپ کہیں کہ ہمارا سب کچھ حاضر ہے لے لو یہ تو ساری زندگی کے متعلق ایک فیصلے کو چاہتا ہے۔ ایسا فیصلہ جو ہر روز دماغ پر حاوی ہو جائے جو آپ کے وجود پر قبضہ کرلے۔ جو آپ سے ہر روز مطالبہ کرے اور آپ کو اُکسائے تبلیغ کرنے پر اور آپ سے پوچھا کرے سونے سے پہلے کہ آج تم نے اپنے عہد کو پورا کرنے کے لئے کتنے قدم آگے بڑھائے اور پھر صبح محاسبہ کرے کہ آج رات مَیں نے زیر تبلیغ لوگوں کے لئے کتنی دُعائیں کیں اور کیا کیا تدبیریں سوچیں ان کے لئے تو زندگی پر ایک حاوی مضمون کی طرح چھا جائے مقصدِ زندگی بن جائے۔ قبضہ کرلے آپ کے تصورات پر، آپ کے جذبات پر۔ اس طرح مبلغ بنا کرتے ہیں اور پھر دوسرے کو محاسبہ کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ آپ کا نفس خود محاسبہ کرتے ہوئے اور ساتھ ساتھ دعاؤں کی طرف آپ کو متوجہ کرتے ہوئے۔ آپ پر اسطرح قابض ہو کر آگے لے کر بڑھے کہ جس طرح بارش کے قطرے ہر سمت سے نازل ہونے لگتے ہیں اور آدمی ان کو گن بھی نہیں سکتا۔ اور یہ سلسلہ لامتناہی ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مَیں چاہتا ہوں کہ مبلغین کی تعداد بڑھنے لگے۔ پھر حساب و کتاب کی حد سے معاملہ نکل جائے۔ یہ نہ ہوں کہ پچیس مبلغ تھے یا پچاس تھے یا سَو تھے یا پانچ ہزار تھے۔ ساری جماعت مبلغ بن جائے اور جہاں ساری جماعت مبلغ بن جائیگی وہاں حساب و کتاب رکھا ہی نہیں جا سکتا۔“

(اقتباس از خطاب بر موقع یورپین اجتماع خدام الاحمدیہ بمقام ہنسلو لندن بتاریخ ۲۹؍۸۵ء)
(بشکریہ ہفت روزہ النصر لندن ۲۷ر ستمبر ۱۹۸۵ء)

مطلّقہ عورت کے نان و نفقہ کا مسئلہ

جماعت احمدیّہ کے نقطۂ نظر سے

جب سے ہندوستان کی عدالتِ عالیہ نے ایک مطلّقہ عورت شاہ بانو کے لئے تاحیات نان و نفقہ دینے کا فیصلہ کیا ہے، اسلامی معاشرہ میں ایک ہیجانی کیفیت پیدا ہوگئی ہے۔ بالخصوص علماءِ کرام بدیں وجہ ازحد فکرمند ہیں۔ کہ عدالتِ عالیہ نے یہ فیصلہ کرکے شریعتِ اسلامیہ کے احکام اور مسلم پرسنل لاء میں دخل دیا ہے۔ اس سلسلہ میں ہندوستان کے اخبارات میں متعدد مضامین سپریم کورٹ کے حق میں اور اس کے خلاف شائع ہو چکے ہیں ———

مطلّقہ عورت کو نان و نفقہ دینے کے بارہ میں جماعتِ احمدیہ کا موقف ذیل کے مقالہ میں بیان کیا گیا ہے۔ اس مقالہ کو سلسلہ کے علماءِ کرام نے محترم مفتیٔ سلسلہ احمدیہ کے مشورہ کی روشنی میں تیار کیا ہے۔ اور اب اسے افادۂ عام کے لئے شائع کیا جارہا ہے ——— (ادارہ)

زیرِ بحث مسئلہ کے غور و فکر کے تسلسل میں معاشرے کی عائلی و خانگی خرابیوں کا اگر جائزہ لیا جائے۔ تو بہت سی کوتاہیاں سامنے آئیں گی جن کا تدارک خود مسلم معاشرے کی ذمہ داری ہے۔ مثلاً طلاق کا مسئلہ ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اسلام نے مرد کو طلاق کا اختیار دیا ہے لیکن اس اقدام کے لئے شریعت نے جو شرائط و ہدایات دی ہیں۔ انہیں یکسر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ جو لوگ اس قسم کی کوتاہیوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اور ایک اختیار سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اُن کو اس ظلم سے باز رکھنے کے لئے کیا کوشش نہیں ہونی چاہیئے؟ ذرا ذرا سی رنجش پر طلاق مغلظہ دے دی جاتی ہے۔ اور اس جلد بازی کی وجہ سے گھر اور خاندان کا امن و سکون غارت ہو جاتا ہے۔ بلکہ معاشرہ تک ہدفِ ملامت بنتا ہے۔ ایسے غارت گروں سے بھی مسلم معاشرہ کو بازپرس کرنی چاہیئے۔ آخر طلاق کو جو اَبْغَضُ الْحَلَال ہے اتنا آسان اور کھیل کیسے سمجھ لیا گیا ہے۔ اس سے تو گھر کی بلکہ معاشرہ کی جڑیں تک اکھڑ جاتی ہیں۔

شریعت کی یہ واضح ہدایت ہے کہ طلاق دیتے وقت احسان اور شرافت کے جذبہ اور مناسب مالی امداد کے ساتھ عورت کو اس کے سارے واجب حقوق دے کر رخصت کیا جائے۔ لیکن جو لوگ نہ صرف اس ہدایت کو نظر انداز کرتے ہیں۔ بلکہ ظلم کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ ان کے اس ظلم کے تدارک کی سبیل سوچنا مسلم معاشرے کا کیوں فریضہ نہیں۔ ایسے لوگوں پر مسلم معاشرے کی طرف سے گرفت ہونی چاہیئے۔

اس میں شک نہیں کہ اس قسم کی زیادتی اور ظلم کے واقعات مسلم معاشرے میں نسبتاً کم ہوتے ہیں۔ لاکھوں مسلم گھرانے بلکہ ان کی اکثریت امن، خوشی، محبت و اُنس کے ساتھ خوشحالی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور اختلافِ طبائع کے اثرات کو حد کے اندر رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور بہت تھوڑے سے ہیں جہاں ظلم کو روا رکھا جاتا ہے۔ لیکن ظلم و زیادتی بہرحال قابلِ گرفت ہے خواہ اس کی ایک ہی مثال کیوں نہ ملتی ہو۔ کیونکہ منصفانہ معاشرہ کا فرض ہے کہ وہ ایک ظلم بھی نہ ہونے دے۔ کسی کے ساتھ بھی ظلم و زیادتی نہ ہونے دے۔ اور رفاہی معاشرہ کے قیام اور عدل و انصاف کے استحکام کے لئے اپنی نظرِ بصیرت کھلی رکھے۔ اس کی طرف سے آنکھیں بند نہ کرے۔

اس وقت "مسلمان مطلّقہ عورت کے لئے نفقہ کا مسئلہ"

ہندوستان کی سپریم کورٹ کے ایک فیصلہ کی وجہ سے مسلمانوں میں کافی بے چینی کا موجب بنا ہوا ہے۔ کہ ایک مطلّقہ عورت کو عرصۂ عدّت گذارنے کے بعد اس کی دوسری شادی تک یا تاحیات نفقہ دلانا احکامِ شریعتِ اسلام کے منافی ہے۔ اس کی تشریح میں جانے سے قبل مجملاً یہ بیان کر دینا ضروری ہے۔ کہ جماعتِ احمدیہ کا یہ نظریہ ہے۔ کہ ایک مسلمان عورت کو اس کے خاوند کی طرف سے طلاق دیئے جانے کی بناء پر ہندوستان کی سپریم کورٹ نے جو فیصلہ دیا ہے وہ شریعتِ اسلامیہ کے سراسر منافی ہے۔ اور اس کا منسوخ کیا جانا تقاضائے وقت کے عین مطابق ہے۔ کیونکہ شریعتِ اسلام کے احکام میں اور فقہ اسلامی میں ایک بھی ایسی مثال نہیں ملتی۔ کہ مطلّقہ بیوی کو طلاق دینے والا خاوند اس کے نکاحِ ثانی تک یا زندگی بھر کے لئے نان و نفقہ دے۔ فقہائے اسلام کا یہ اتحاد اس بات کی زبردست دلیل ہے۔ کہ اس طرح نان و نفقہ دلانے کی کوئی معقول شرعی بنیاد نہیں۔ جہاں تک نصوصِ شرعیہ کا تعلق ہے۔ ان میں سے بعض کا واضح مفہوم علماءِ امّت کے اس موقف کی تائید کرتا ہے۔ کیونکہ ان نصوص سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ خاوند پر نان و نفقہ کی ذمہ داری رشتۂ ازدواج کے قیام تک ہے۔ اور طلاق کی صورت میں ایامِ عدّت کے اختتام تک۔ اس کے بعد دونوں اپنی اپنی جگہ آزاد اور بری الذمہ ہیں۔ نہ مرد پر عورت کے لئے اور نہ عورت پر مرد کے لئے کوئی ذمہ داری ہے۔ عقلاً بھی یہی درست ہے کہ اَلْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ اور اَلْغُنْمُ بِالْغُرْمِ کے اصول کے تحت مرد و عورت کی باہمی ذمہ داری تضامن اور آپس کے معاہدہ پر مبنی ہوتی ہے۔ عورت خاوند کے پاس رہنے اور مرد کے معاشرتی مفاد کے لئے الفت اور محبت کے جذبہ کے تحت اپنے آپ کو وقف رکھنے کے عوض نان و نفقہ اور تعلق محبت و مودّت کی حقدار ہوتی ہے جب یہ معاہدہ ختم ہوگیا خواہ مرد کے طلاق دینے کی وجہ سے یا عورت کے خلع لے لینے کی وجہ سے۔ بہرحال جب عورت اس قسم کی ذمہ داری سے آزاد ہو جاتی ہے۔ تو مرد (خاوند) کو بھی اپنی سابقہ ذمہ داری سے آزاد ہو جانا چاہیئے اور اس پر کسی قسم کے نان و نفقہ کی ذمہ داری نہیں ہونی چاہیئے۔ یہ ایک عام اصول ہے اور اس کی عمومیت کو سب ہی تسلیم کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ عدالت کے فیصلے کو بھی مطلّقہ کے نان و نفقہ دلانے کے اصول کو علی الاطلاق تسلیم نہیں

کیا گیا بلکہ اس صورت میں لازمی قرار دیا گیا ہے جب کہ عورت بے سہارا اور ضروریاتِ زندگی کے حصول میں مشکلات سے دوچار ہو۔ اسلام میں دوسرے ذرائع بھی عورت کے نفقہ کے انتظام کے لئے موجود ہیں۔ اسلام کے قانونِ میراث کی رُو سے ماں باپ کی جائیداد سے عورت کو بھی حصہ ملتا ہے۔ اسلام کے قانون کی رُو سے مطلقہ عورت اپنے خاندان میں لَوٹ آتی ہے۔ وہ اپنے ماں باپ سے ملنے والی جائیداد اور مال سے بھی اپنا گذر بسر کر سکتی ہے اور خونی رشتہ دار بھی اس کا نان و نفقہ برداشت کرتے ہیں۔ اور فقہ کی کتب میں نادار مطلقہ کے نان و نفقہ کی ذمہ داری اس کے اعزہ اور اقرباء پر مفصل طور پر بیان کی گئی ہے مطلقہ عورت کے اگر اولاد ہو۔ تو اولاً بیٹوں۔ بیٹیوں پر قانونی طور پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی ماں کے نان و نفقہ کے اخراجات برداشت کریں۔ اگر اولاد نہ ہو۔ یا ہونے کے باوجود مفلوک الحال ہو۔ تو بھی اسلامی قانون اور فقہ کی رُو سے عورت کے نان و نفقہ کی ذمہ داری دوسرے قریبی اعزہ پر عائد ہوگی۔ جو باپ ماں۔ دادا۔ دادی۔ نانی وغیرہ اور فروع یعنے بیٹا۔ بیٹی۔ پوتا۔ پوتی نواسا۔ نواسی وغیرہ اور خونی رشتہ داروں جن سے نکاح کرنا حرام ہے بھائی۔ بہن۔ چچا۔ پھوپھی۔ خالہ۔ ماموں۔ بھتیجا۔ بھتیجی۔ بھانجا۔ بھانجی وغیرہ پر ہوتی ہے۔ غرض اسلام میں مطلقہ عورت کو بے سہارا۔ بے آسرا۔ لاوارث نہیں چھوڑا گیا۔ اسلام نے مطلقہ عورت کے باعزت گزر بسر کا انتظام کیا ہے۔

یہ بات بھی کسی کو فراموش نہیں کرنی چاہیئے۔ کہ عورت صرف مطلقہ ہی نہیں۔ بیوہ بھی ہو سکتی ہے۔ غیر شادی شدہ بھی ہو سکتی ہے۔ کیا انصاف کرنے والے عالی دماغوں کی نظر اس حد تک ہی جاتی ہے۔ کہ مطلقہ کے نان و نفقہ کا انتظام ہونا چاہیئے۔ جو عورت، خاوند کے مر جانے سے بیوہ ہو جائے۔ یا جو عورت کسی بیماری۔ معذوری۔ لاچاری کی وجہ سے بغیر شادی رہ جائے۔ ان حالتوں میں بھی تو عورت کے نان و نفقہ کا انتظام ہونا چاہیئے۔ اب تک تو حکومت یا عدالتیں ایسا انتظام نہیں کر سکیں۔ اور عورت مطلقہ۔ بیوہ۔ بغیر شادی ہونے کی صورت میں کسی جائیداد۔ سرمایہ۔ کاروبار۔ ملازمت سے اپنے لئے آمدنی کا وسیلہ نہ رکھتی ہو۔ تو مسلمانوں میں اس کے ماں باپ۔ دادا۔ دادی۔ نانا نانی۔ اولاد اور دور و نزدیک کے رشتہ دار خاندان والے ہی اس کے کفیل ہوتے اور اس کا نان و نفقہ برداشت کرتے آئے ہیں۔ حکومت یا عدلیہ تو ایسی عورتوں کے اخراجات کا انتظام نہیں کرتی رہی۔ اور نہ ہی انتظام کرتی ہے۔ صرف اسلام ہی ہے جس نے اپنے قوانین میں کسی صورت میں بھی مطلقہ۔ بیوہ۔ بغیر شادی رہ جانے والی عورت کو بے سہارا۔ بے آسرا۔ لاوارث نہیں چھوڑا۔ بلکہ ہر حیثیت میں عورت کے گذر بسر کا خاطر خواہ اہتمام کیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی خواتین "بیوہ گھروں" میں منتقل نہیں ہوتیں بلکہ خاندان والے ہی اپنی بے سہارا۔ بے آسرا۔ محتاج خواتین کو اپنے گھروں میں رکھتے اور عزت و احترام کا ان کے ساتھ سلوک کرتے اور ان کے نان و نفقہ اور گزر بسر کا انتظام کرتے ہیں۔

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ قرآن مجید کی اصطلاح میں ان رشتہ داروں کو جو میراث سے حصہ پاتے ہیں وارث کہا جاتا ہے۔ اور سورۃ البقرہ رکوع ۳۰ میں اللہ نے یہ حکم دیا ہے۔ کہ اگر باپ اپنے نومولود بچے کو مطلقہ بیوی سے دودھ پلوانے کا خواہشمند ہو۔ تو بچے کو دودھ پلوانے کی مدت میں مطلقہ بیوی کے کھانے و لباس کا بھی انتظام کرے۔ لیکن اگر وہ ایسے اخراجات برداشت کرنے کی مقدرت نہ رکھتا ہو۔ تو آیت کریمہ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ کے مطابق وارثوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوگی کہ ایسے اخراجات برداشت کریں۔ اس فرمانِ الٰہی سے یہ ظاہر ہے۔ کہ اسلام و احکام شریعت کا منشاء یہ ہے۔ کہ اپنے صاحبِ احتیاج رشتہ داروں کے نان و نفقہ کی ذمہ داری وارثوں کی بھی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان اپنے افرادِ خاندان کو بے سہارا۔ بے آسرا۔ لاوارث نہیں چھوڑ دیا کرتے کہ وہ گھروں سے نکل کر فٹ پاتھ پر آجائیں اور گداگری کر کے اپنا پیٹ پالیں۔

چونکہ بات نان و نفقہ کی زیر بحث ہے۔ اس لئے یہ امر بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ کہ جن کی طرف سے اس مطالبہ پر زور دیا جا رہا ہے یہ اہلِ وطن۔ کہ ہمارا اور ان کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اُن میں تو طلاق دینے کی نوبت ہی نہیں آنے دی جاتی۔ کہ مطلقہ عورت کو نان و نفقہ دیئے جانے کا جھگڑا کھڑا ہو۔ اُن کے ہاں جب نو بیاہتا آتی ہے۔ وہ خواہ کتنی علم و ہنر سے آراستہ ہو۔ اپنے حسن و جمال میں بے مثال ہو۔ اگر خاوند اور اس کے خاندان کے حسبِ منشاء جہیز نہ لائی ہو۔ یا کسی بات پر رنجش پیدا ہو۔ تو عورت کو زندہ جلا دیتے ہیں۔ اور آئے دن اخبارات میں معصوم نو بیاہتا بیویوں کے جلا دینے کی روح فرسا خبریں پڑھنے میں آتی ہیں۔ چونکہ ان کے ہاں عورت سے مخلصی پانے کا یہی ایک راستہ ہے کہ عورت کو نذرِ آتش کر دیا جائے۔ اس لئے ان کے ہاں نان و نفقہ کا سوال ہی باقی نہیں رہ جاتا۔ لیکن مسلمانوں میں شادیوں کے بعد لاکھوں میں بھی کوئی ایسی مثال نہیں ملتی کہ خاوند نے بیوی سے خاطر خواہ جہیز کے نہ ملنے یا کسی جھگڑے کی بنا پر اسے آگ میں جلا دیا ہو بلکہ جب خاوند و بیوی کسی جھگڑے کی بنا پر اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ ان کا نباہ مشکل ہے۔ تو خاوند طلاق دے دیتا ہے۔ یا بیوی خلع حاصل کر لیتی ہے اور اس طرح ایک دوسرے کی زوجیت سے آزاد ہو جاتے ہیں۔ اور تعلقات منقطع ہو جانے کی بنا پر مطلقہ عورت اپنے خاندان میں واپس لَوٹ جاتی ہے۔ اب اُس کی اور خاندان والوں کی مرضی ہوتی ہے۔ کہ خواہ دوسری شادی کرے یا نہ کرے اور جس طرح چاہے گزر بسر کرے۔ اسے پہلے خاوند سے سروکار نہیں رہتا۔ نہ ہی وہ اپنے پہلے خاوند کے ٹکڑوں پر پلنا پسند کرتی ہے۔

مندرجہ بالا تشریح کے بعد اب قرآن مجید کی وہ مقدس آیات درج کی جاتی ہیں جن سے عورت کی مختلف حیثیتیں اور ان کے مطابق عورت کے نان و نفقہ کا ذکر احکامِ الٰہی میں کیا گیا ہے:

① اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ (النساء رکوع ۶)

اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے مال خرچ کرنے کا مکلف مردوں کو بنایا ہے۔ مرد تا دم مرگ بھی اپنے مالوں سے عورتوں پر خرچ کرتے چلے ہوتے ہیں اور اگر ساری عمر میاں بیوی کے تعلقات استوار رہیں تو مرد ساری عمر اپنی بیوی کے اخراجات کشادہ پیشانی اور بشاشتِ قلبی سے برداشت کرتا رہتا ہے۔

② اگر خاوند اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے۔ تو اس کی عدت کے متعلق قرآن مجید میں مندرجہ ذیل صورتیں بیان ہوئی ہیں:-

• يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ (سورۃ الطلاق ع۱)

اے نبی (اور اس کے ماننے والو) جب تم بیویوں کو طلاق دو۔ تو ان کو مقررہ وقت کے مطابق طلاق دو اور طلاق کے بعد وقت کا اندازہ رکھو

• وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ (سورۃ بقرہ ع۲۸) اور مطلقہ عورتیں اپنے آپ کو تین قروء یعنے تین حیض (تین طہر) روکے رکھیں۔

• وَالّٰٓـِٔيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ (سورۃ الطلاق رکوع ۱)

تمہاری بیویوں میں سے وہ عورتیں جو حیض سے مایوس ہو چکی ہوں۔ اگر عدت کے متعلق شبہ ہو تو اُن کی عدت تین مہینے ہے۔ اور اسی طرح ان عورتوں کی بھی عدت تین مہینے ہے، جن کو حیض نہیں آتا۔ اس عرصۂ عدت میں خاوند مطلقہ کے نان و نفقہ اور رہائش کے انتظام کرنے کا پابند ہوگا۔ کیونکہ فرمانِ خداوندی ہے۔ کہ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ

لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ (سورۃ الطلاق رکوع ۱)
اے مسلمانو! مطلقہ عورتوں کے حق کو نہ بھولو۔ ان کو وہیں رکھو۔ جہاں تم اپنی طاقت کے مطابق رہتے ہو اور ان کو کسی قسم کا ضرر نہ دو۔ اِس لئے کہ ان کو تنگ کر کے گھر سے نکال دو۔

• — وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (سورۃ الطلاق رکوع ۱) اور جن عورتوں کو حمل ہو۔ ایسی عورتوں کی عدت وضع حمل تک ہے۔

• — وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (سورۃ الطلاق رکوع ۱)
اور اگر مطلقہ عورتیں حمل سے ہوں تو اس وقت تک اُن پر خرچ کرو جب تک وضع حمل ہو جائے۔ اس کے مطابق وضع حمل طلاق کے کتنے مہینے بعد ہی کیوں نہ ہو۔ اس عرصہ میں مرد، مطلقہ کے نان و نفقہ کا ذمہ دار ہوگا۔ جس کی میعاد آٹھ نَو ماہ بھی ہو سکتی ہے۔

• — دودھ پلانے کی مدت کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۚ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (سورۃ البقرہ رکوع ۳۰)
اور (مطلقہ عورتیں یعنے) مائیں اپنے بچوں کو دو سال تک دودھ پلائیں (یہ ہدایت) ان کے لئے (ہے) جو دودھ پلانے (کے کام) کو اس کی مقررہ میعاد تک پورا کرنا چاہیں اور جس کا بچہ ہے، اُس کے ذمہ حسب دستور ان (دودھ پلانے والیوں) کا کھانا اور ان کی پوشاک ہے۔ کھانے اور کپڑے سے مُراد تمام اخراجات ہیں۔

ان حالات میں مطلقہ عورت کے نان و نفقہ کی میعاد وضع حمل و رضاعت کی مدت شامل کر کے ڈھائی سال بلکہ اس سے بھی قدرے کچھ تجاوز کر سکتی ہے۔ اور ارشادِ خداوندی وَلَا تُضَارُّوْهُنَّ عدت کے اختتام تک رہائش اور کفالت شوہر کے ذمہ لازم ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

ان کے علاوہ قرآن مجید میں کوئی ایسی آیت نہیں ملتی جسمیں اشارۃً یا وضاحتاً مطلقہ عورت کے عدت گذرنے کے بعد اس کے لئے نفقہ جاری رہنا ثابت ہوتا ہو۔ اسی لئے مطلقہ عورت کے عدت گذارنے کے بعد شوہر سے اپنی دوسری شادی تک یا تاحیات نفقہ دلائے جانے کا مطالبہ قرآن مجید کی تعلیم کے منافی ہے۔

سپریم کورٹ نے اپنے فیصلے میں جن دو آیاتِ قرآنی وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ اور كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (سورہ بقرہ ع ۳۱) کو پیش کر کے بعض مترجمین کے ترجموں سے اپنے مفید مطلب یہ نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کی ہے کہ "قرآن نے مسلم شوہر کو زوجہ مطلقہ کو نان و نفقہ دینے یا اس کے گذارہ کا انتظام کرنے کا پابند بنایا ہے"۔ درحقیقت یہ مفہوم جو ان دو آیتوں کا سپریم کورٹ نے بیان کیا ہے۔ درست نہیں ہے۔ بلکہ اِن آیات کا مفہوم اور منشاء وہ ہے جس کا دوسری آیات بھی تائید کرتی ہیں اور وہ آیات بڑی وضاحت سے اس مضمون میں درج کر دی گئی ہیں۔

اِن دو آیات کا ترجمہ و تفسیر حضرت امام جماعت احمدیہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنی تصنیف "تفسیر کبیر" (تفسیر قرآن) میں یہ بیان فرمایا ہے:۔

ترجمہ:۔ اور جن عورتوں کو طلاق دی جائے۔ اُنہیں بھی (اپنے) حالات کے مطابق کچھ سامان دینا ضروری ہے۔ اور یہ بات (ہم نے) متقیوں پر واجب کر دی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ اپنے احکام تمہارے (فائدہ کے) لئے کھول کر بیان کرتا ہے۔ تاکہ تم سمجھو۔

تفسیر:۔ (ان آیات وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ تا يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ میں) طلاق کے مضمون کو ختم کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے مطلقات سے حُسنِ سلوک کے حکم کو پھر دُہرایا ہے۔ چونکہ عام طور پر مطلقات سے ناراضگی ہوتی ہے۔ اس لئے فرمایا۔ تمہیں ان سے اچھا سلوک کرنا چاہیئے اور پچھلی آیتوں پر اس کا عطف کر کے یہ بھی بتا دیا۔ کہ مطلقہ عورتوں کو بھی اگر عرصۂ عدت سے زیادہ گھر میں رہنے کی ضرورت ہو تو رہنے دیا جائے۔ اور اُن کو بھی اُن کے مناسبِ حال فائدہ پہنچانا چاہیئے۔ یہ متقیوں پر حق قرار دیا گیا ہے۔ پس مطلقہ عورت سے بھی بے مُروّتی نہیں کرنی چاہیئے۔ اور اس کو عدت کے فوراً بعد گھر سے نہیں نکال دینا چاہیئے۔ بلکہ بطریق احسان اسے موقعہ دینا چاہیئے۔ تاکہ وہ اطمینان سے نقل مکانی کا انتظام کر سکے۔
.... اگر اس حکم پر عمل کیا جائے تو کس قدر فساد اور جھگڑے دور ہو جائیں اور طلاق جو صرف مجبوری میں حلال ہے۔ اُس تلخی کے پیدا کرنے کا موجب نہ ہو جس کا موجب وہ اب ہو رہی ہے۔ بلکہ دونوں فریق محسوس کریں۔ کہ مجبوری سے علیحدگی اختیار کی گئی ہے ورنہ آپس میں کوئی تلخی یا بدمزگی نہیں ہے۔ پھر فرمایا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۔ اللہ تعالیٰ اپنے احکام تمہارے فائدہ کے لئے اسی طرح کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم خطاؤں اور کمزوریوں سے بچو۔ اٰيَةٌ کے عام معنے علامت کے ہوتے ہیں لیکن قرآن کریم میں کہیں خدا تعالےٰ نے اپنی طرف توجہ دلانے والی باتوں کو۔ کہیں ایمان کی طرف راہ نمائی کرنے والی باتوں کو۔ کہیں عذاب سے بچانے والی باتوں کو اور کہیں تمدن کا صحیح راستہ بتانے والی باتوں کو آیات کہا ہے۔ اِس جگہ آیات سے وہ احکام مراد ہیں جو صحیح تمدن کی طرف راہنمائی کرتے ہیں اور بتایا گیا ہے۔ کہ شریعت کے بیان کرنے میں یہ امر ہر جگہ مدنظر رکھا گیا ہے۔ کہ تمام ضروری امور کے متعلق تعلیم آجائے۔ اور ایسے رنگ میں بیان کر دی جائے کہ بنی نوع انسان بدیوں اور کمزوریوں سے بچ جائیں جس پر تَعْقِلُوْنَ کا لفظ دلالت کرتا ہے۔"

دراصل شاہ بانو کو ایک بے سہارا عورت کہہ کر شریعتِ اسلامیہ کے احکام کے خلاف اپنے بغض و عناد کا اظہار کیا گیا ہے۔ ورنہ یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ شاہ بانو ایک بے سہارا عورت نہیں۔ جبکہ خود سپریم کورٹ کو تسلیم ہے کہ اس کی شادی ۱۹۳۲ء میں ہوئی تھی۔ اور اس کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں اور خاوند محمد احمد خاں ایک ایڈووکیٹ ہے جس کی ساٹھ ہزار روپے سالانہ آمدنی بتائی جاتی ہے اور عقل تسلیم نہیں کرتی کہ ایسے متمول آدمی کی اولاد مفلوک الحال ہوگی۔ جو اپنی والدہ کو اپنے پاس نہیں رکھ سکتی۔ اور والدہ کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتی ہوگی۔

شاہ بانو یہ احساس کرانا چاہتی ہے۔ کہ مطلقہ بھی اپنے خاوند کو عدالتوں میں گھسیٹ کر پریشان کر سکتی ہے اور اس سے انتقام لے سکتی ہے۔ عدالت کو سمجھنا چاہیئے تھا۔ کہ شاہ بانو کی جوان سال اولاد پر سے اپنی والدہ کی نگہداشت کی ذمہ داری کسی وقت بھی ختم نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ایک ماں کا اپنی اولاد سے اور اولاد کا اپنی ماں سے خونی رشتہ ہوتا ہے جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتا۔ اِس لئے کیا اچھا ہوتا۔ اگر سپریم کورٹ شاہ بانو کی جوان سال اولاد پر ان کی ماں کی نگہداشت اور نان و نفقہ کی ذمہ داری ڈالتی اور ایسا فیصلہ انصاف اور شریعتِ اسلامیہ کے عین مطابق ہوتا۔ شاہ بانو کے گذارہ کا مسئلہ بھی حل ہو جاتا اور مسلمانوں کی دلآزاری بھی نہ ہوتی۔ اور نہ مسلمانوں کو مداخلت فی الدین کا شکوہ ہوتا!

اِس موقعہ پر نہایت تاسف سے یہ بیان کرنے سے بھی نہیں رہا جا سکتا۔ کہ مسلمانوں میں نظام خلافت نہیں۔ نظام بیت المال نہیں۔ نظام زکوٰۃ نہیں۔ کہ باقاعدہ صاحب نصاب سے وصول کی جائے اور غرباء۔ یتامیٰ۔ بیواؤں اور بے سہارا لوگوں کے لئے آسرا ہو۔

(مسلسل آگے صفحہ کالم ملاحظہ ہو)

جب کہ تحدیثِ نعمت کے طور پر یہ ذکر کیا جاتا ہے۔ کہ جماعتِ احمدیہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے نظامِ خلافت موجود ہے۔ جس کی برکت سے ایک بیت المال ہے۔ بیت المال میں ہر قسم کے چندہ جات۔ صدقہ خیرات۔ مساجد فنڈ۔ زکوٰۃ وغیرہ کی رقوم جمع ہوتی ہیں اور آمد و خرچ کا سالانہ بجٹ بنتا ہے۔ اور حتی المقدور جماعتی سطح پر خیراتی شفاخانہ۔ زنانہ۔ مردانہ سکولز۔ لنگرخانہ۔ مہمان خانہ کے اخراجات بجٹ سے ادا ہوتے ہیں۔ اور یتامیٰ۔ مساکین۔ بیوگان و مطلقات و بے سہارا افراد کی جماعت کی سطح پر نگہداشت کی جاتی ہے۔

بہرحال عدالت کے اس فیصلے کے بارہ میں ہندوستان کے مسلمانوں نے جس ردِ عمل کا اظہار کیا ہے۔ وہ اس میں بالکل حق بجانب ہیں اور بجا طور پر یہ سوچنے پر مجبور ہیں۔ کہ اسلامی شریعت کے احکام میں اس قسم کی مداخلت، بڑے خطرناک اور دور رس نتائج کی حامل ہو سکتی ہے۔ اور یکساں سول کوڈ کے نفاذ کے راستے کو ہموار کرنے کے مترادف ہے جس کے بعد مسلم معاشرے کی شیرازہ بندی بکھر کر رہ جائے گی۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اگر مسلم معاشرہ اپنے استحکام کا خواہاں ہے تو اس کی قیادت فعّال اور بیدار ہونی چاہیئے۔ جب کہ مسلمان یہ نہیں چاہتے۔ کہ ان کے مسائل اور مشکلات کو حل کرنے میں کوئی دوسرا شخص دخل دے اور ان کی شیرازہ بندی کو بکھیرنے کی سوچے۔ پس مسلم معاشرے کو صحیح معنوں میں اپنے آپ کو مستحکم بنانا ہوگا۔ اور اپنے مسائل سمجھنے ہوں گے۔ اور ان کے پیدا شدہ مشکلات کے تدارک کی کوئی منصفانہ راہ تلاش کرنی ہوگی۔ ورنہ جیسا کہ ہو رہا ہے آئے دن اس قسم کی دخل اندازیوں کا اسے سامنا رہے گا۔ اور آج نہیں تو کل دوسرے عناصر ایسا کرنے کی لازماً کوشش کریں گے۔

درخواستِ دُعا

سیدہ نصرت جہاں صاحبہ اہلیہ مکرم عبد العظیم صاحب درویش کو مونگھیر سے تار آیا ہے کہ والدہ صاحبہ سخت بیمار ہیں وہ مع اپنی بیٹی کے مونگھیر کے لئے روانہ ہو گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ حافظ و ناصر ہو صحتِ کاملہ کے لئے درخواستِ دُعا کرتی ہیں۔

(ادارہ)

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۵ء

قسط نمبر (۲)

قومی یکجہتی اور جماعتِ احمدیہ کی مساعی

از محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

نیشنل انٹگریشن اور قومی یکجہتی کے چند زرّیں اُصول

بھائیو! اگر ہم اپنے وطن کے لوگوں میں صحیح قومی جذبہ نیشنلزم پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اور اپنے وطن میں اتحاد و اتفاق اور باہمی رواداری کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ تو ان چند اُصولوں کو اپنانا از بس ضروری ہے جو میں اب آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں جن پر عمل کرنے سے انشاء اللہ خوشگوار نتائج برآمد ہوں گے یاد رہے۔ کہ یہ اصول اسلام اور احمدیت کی تعلیمات سے ماخوذ ہیں:۔

پہلا اُصول چونکہ ہمارے دیش کا نظام اور ملک کا آئین وِدھان سیکولرازم اور جمہوریت ڈیموکریسی پر مبنی ہے۔ اس لئے ہندوستان میں بسنے والے سب۔ افراد کو بلا لحاظ مذہب و ملت ملک۔ کا وفادار شہری سمجھا جائے اور ملک کے آئین میں دیئے گئے تمام حقوق و مراعات اور تحفظات کا انہیں مستحق قرار دیا جائے اور کسی شہری کی وفاداری پر اس کے کسی خاص مذہب و عقیدہ کی بناء پر شبہ نہ کیا جائے اور نہ ہی اُسے دوسرے درجہ کا شہری سمجھا جائے۔ شہری حقوق میں برابری ہمارے آئین کا طُرّۂ امتیاز ہے۔ اور مساوات کی بنیاد انسانیت پر ہے۔ اس میں رنگ و نسل۔ مذہب و قوم اور زبان کی کوئی تفریق نہیں ہونا چاہیئے۔ انسانیت کے ناطے ہم سب برابر اور بھائی بھائی ہیں۔ حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔

(الف) النَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُوْ آدَم

(ب) الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ۔

کہ سب لوگ آدم کی اولاد ہیں۔ اور خدا کی فیملی اور [illegible] ہیں۔ خدا تعالیٰ کو وہی شخص پیارا ہے۔ جو اس کی مخلوق سے حسنِ سلوک اور محبت کرنے والا ہے۔ اسی طرح گوربانی میں ہے۔

اوّل اللہ نور اُپایا۔ قدرت کے سب بندے
اِک نور تے سب جگ اُپجیا۔ کون بھلے کو مندے

ایک پتا ایکس کے ہم بالک تو میرا گور ہائی
ذات پات نہ پوچھے کوئے۔ ہر کو بھجے سو ہر کا ہوئے

ہمارے دیش کے سابق راشٹرپتی ڈاکٹر رادھا کرشنن نے ۱۹۶۰ء میں فرمایا:۔

"Nationalism and Militarism are both out moded. Humanity is the Concept and international Conciliation is the only method by which all problem require to be settled."

(mail Madras 3-11-1960)

کہ نیشنلزم اور فوجی طاقت کے استعمال کی آج ضرورت نہیں۔ انسانیت اور بین الاقوامی امن و صلح کا جذبہ ہی صرف ایک طریق ہے جس سے ہم دنیا کے مسائل حل کر سکتے ہیں۔

آچاریہ ونوبھاوے نے بھی اسی لئے "جے جگت" کا نعرہ لگایا اور گوربانی نے بھی یہی محبت کا پیغام دیا ہے۔

نہ کوئی ویری نہ ہی بیگانہ۔ سرب سنگ ہم کو بن آئی

دوسرا اُصول ہر شہری کے اندر حُبّ الوطنی کا صحیح جذبہ پیدا کیا جائے۔ حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم "حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْإِيْمَانِ" کی رُو سے ہر مسلمان کے لئے اپنے وطن سے محبت کرنا ایمان کا حصّہ قرار دیا گیا ہے۔ اس سے اپنے ملک اور وطن کی خدمت کرنا اور اُس کے دفاع اور تعمیر و ترقی کے منصوبوں میں حصّہ لینا ہر شہری اپنا فرضِ منصبی سمجھے۔ اس کے لئے حکومت اور اداروں کی طرف سے ایسے نصاب بنائے جائیں اور ایسے پروگرام اختیار کئے جائیں۔ جن کے ذریعہ ہماری نئی نسل اور نئی پود کے اندر ابتدائی زمانہ سے ہی حب الوطنی کے جذبات پیدا ہوں۔ اور ہر شہری خواہ وہ کسی مذہب و ملّت اور عقیدہ سے تعلق رکھتا ہو۔ اُسے اپنے وطن اور اہلِ وطن سے ایک سچی محبت پیدا ہو جائے۔ اور وہ ملک کی نیک نامی اور فلاح و بہبود کا ہر وقت خیال رکھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہی پیارا Slogan دیا تھا

"LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE"

سیدنا حضرت مصلح موعود نے فرمایا تھا:

مجھے بیر ہرگز نہیں ہے کسی سے
میں دنیا میں سب کا بھلا چاہتا ہوں

علامہ اقبال نے بھی کیا خوب فرمایا تھا

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستاں ہمارا

تیسرا اُصول ہمارے دیش میں مختلف مذاہب و عقائد کے لوگ بستے ہیں۔ ہمارے ملک کے آئین میں [illegible] ہر انسان کو مذہبی آزادی دی گئی ہے [illegible] اسی طرح U.N.O [illegible] Human Rights Charter کے منشور میں بھی مذہبی آزادی کے حقوق کو تمام انسانوں کے لئے تسلیم کیا گیا ہے۔ چنانچہ آرٹیکل ۱۸ میں مرقوم ہے۔

Art. 18

Everyone has the right to freedom of thought, conscience, and religion, this right includes freedom to change his religion or belief and freedom, either alone or in company with others and public or private, to manifest his religion or belief in teaching, practice, worship and observance."

کہ ہر شہری کو خیال۔ ضمیر اور مذہب کی آزادی کا حق حاصل ہے [illegible] عقیدہ تبدیل کرنے [illegible] انفرادی طور پر [illegible] ہر شخص کو حق حاصل ہے۔ کہ اپنے مذہب و عقیدہ کا اظہار اپنی تحریر و تقریر اور عبادت اور رسوم کے ذریعہ کرے۔ اسی لئے اس ضمیر و مذہب کی آزادی کے

منشور کے پیشِ نظر صدق دل سے ہندوستان کے ہر شہری کو اپنے دوسرے بھائیوں کی مذہبی آزادی میں مداخلت نہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ تمام مذاہب کے ماننے والے ایکدوسرے کے مذہبی جذبات کا احترام کریں۔ اور کوئی کسی کے مذہبی جذبات سے نہ کھیلے۔

۱۹۵۷ء میں سپریم کورٹ نے آزادی ضمیر و مذہب کے بارہ میں ایک فیصلہ کیا تھا۔ جس کا ذکر A.I.R 1957 Supreme Court P. 620 پر ہے۔

"The Supreme Court held in Ramjilal /VS/ state of U.P. That freedom of Religion would not authorize deliberately doing any thing which out rages the Religious feeling of another class. Such an activity Can be prevented by the state on grounds of public order."

کہ سپریم کورٹ نے کیس رام جی لال بنام ریاست اُتر پردیش میں یہ فیصلہ دیا کہ آزادیٔ مذہب کا حق کسی کو اس بات کا اختیار نہیں دیتا۔ کہ وہ عمداً و ارادۃً کوئی ایسا کام کرے۔ جو دوسرے فرقہ کے لوگوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرے۔ ایسے اقدام کو ریاستی حکومت ملکی نظم و ضبط کی بنیاد پر بھی روک سکتی ہے۔"

آزادیٔ ضمیر و مذہب اور اسلام

اسلامی نقطۂ نگاہ سے بھی ہر شخص کو ضمیر و مذہب کی مکمل آزادی ہونا چاہیئے۔ اور مذہبی معاملات میں کسی قسم کا جبر و تشدد نہیں ہونا چاہیئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(الف) لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ (البقرہ)

(ب) فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ (الکہف)

(ج) لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ (الکافرون)

کہ دینی معاملات میں کسی قسم کا جبر و اکراہ جائز نہیں۔ کیونکہ جبر و اکراہ سے ہم کسی شخص کے جسم اور زبان پر قابو پا کر اُسے منافق تو بنا سکتے ہیں۔ حقیقی مومن نہیں۔ ہر شخص کو حق حاصل ہے۔ کہ وہ ایمان لائے یا انکار کرے۔ ہر ایک کا دین و مذہب وہ ہے جس کا وہ خود اقرار کرتا ہے۔ نہ کہ وہ جو اُس کا مخالف اُس کی طرف منسوب کرے۔ گویا کہ کسی کے دل و دماغ پر کوئی پابندی نہیں

حقوقِ انسانی کے متذکرہ بالا منشور میں بھی ہر شخص کو مذہبی تبلیغ و پرچار کا حق دیا گیا ہے۔ کہ وہ تحریر و تقریر کے ذریعہ دلائل و براہین کے ذریعہ Reason and argument سے محبت و ترغیب سے کسی کو اپنا ہم خیال و ہم عقیدہ بنالے۔ الغرض مذہب کو فتنہ و فساد اور ظلم و تشدد کا ذریعہ اور آلہ نہ بنایا جائے۔

"اہنسا پرمو دھرما" عدم تشدد کے اصول کو مذہبی دنیا میں مدِ نظر رکھا جائے ہر شخص اپنی مذہبی تعلیمات پر عمل کرکے اپنے نفس کی اصلاح۔ معاشرہ کی اصلاح اور خالقِ کائنات سے محبت و خلوص کا تعلق پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ نہ وہ کسی دوسرے بھائی کی مذہبی آزادی سلب کرے اور نہ ہی کسی پیشوا کی توہین کرے۔ گوربانی میں ہے ؎

سنت کی نندا کرے نہ کوئے
جو نندے تس پت نہ ہوئے

اگر مذہب کے اختلاف کی بناء پر فساد ہوگا تو کمیونسٹوں کو یہ کہنے کا موقعہ ملے گا Religion is the opium of people. کہ مذہب لوگوں کے لئے افیون ہے

چوتھا اُصول

آزادی ملنے کے بعد ملک کے بعض حصوں میں فرقہ وارانہ فسادات ہوتے اور کبھی کبھی اب بھی ہوتے ہیں۔ یہ فسادات اس لئے ہوتے ہیں کہ ایک مذہب سے تعلق رکھنے والے بعض افراد دوسرے مذہب والوں کے مذہبی جذبات کا لحاظ نہیں رکھتے اور ان کے پیشوا، نبی۔ رسول۔ رشی مُنی کی صحیح عزت نہیں کرتے بلکہ بسا اوقات بعض فتنہ پرور دوسرے دھرم کے پیشواؤں کی ہتک و تذلیل کرنا موجبِ فخر سمجھتے ہیں جس سے دوسرے فرقہ کے لوگوں کو اشتعال آتا ہے تو وہ جوش میں آکر اور ہوش کو کھو کر فتنہ و فساد پر تُل جاتے ہیں اور اس کا نتیجہ معصوموں کی جان و مال اور عزت کی تباہی و بربادی کی صورت میں نکلتا ہے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اس مذہبی جذبۂ منافرت کو دُور کرنے اور باہمی رواداری اور محبت و پریم کے جذبات کو فروغ دینے کے لئے قرآن مجید کی تعلیم کی روشنی میں فرمایا کہ ہمارا خدا ربّ العٰلمین ہے۔ اُس کی ربوبیتِ تامہ نے ہر ملک و قوم کے اندر لوگوں کی اصلاح و راہنمائی کے لئے اپنے نبی اور رسول بھجوائے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے۔

(الف) وَاِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْہَا نَذِیْرٌ (فاطر)

(ب) وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ (النحل) کہ ہم نے ہر قوم میں ایسے مصلحین اور ریفارمر بھیجے ہیں جنہوں نے توحیدِ الٰہی اور عبادتِ الٰہی کی تعلیم دی اور انہیں شرکت و بدعت اور بدیوں اور بُرائیوں سے بچنے کی تعلیم دی۔

گوربانی میں بھی ہے ؎

ہر جُگ جُگ بھگت اُپایا۔ پیج رکھدا آیا رام راجے
بن ستگور کنے نہ پائیو۔ بن ستگور کنے نہ پایا
کبیر لی نگرا رام اللہ کا۔ سب گور پیر ہمارے
سنت کی نندا کرے نہ کوئے۔ جو نندے تس پت نہ ہوئے

پس جب ہر قوم اور ہر جاتی میں مہاپرش اور خدا کے پیارے آئے ہیں تو باہمی محبت و اتحاد پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہر قوم و مذہب کے بزرگوں اور پیشواؤں کی عزت و تکریم کی جائے۔ اس بارہ میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے فرمایا ہے :-

"یہ اصول نہایت پیارا۔ امن بخش۔ صلحکاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم اُن تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس یا چین میں یا کسی اور ملک میں۔ اور خدا نے کروڑہا دلوں میں اُن کی عزت و عظمت بٹھادی اور اُن کے مذہب کی جڑ قائم کر دی۔ اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا۔ یہی اُصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھلایا اس اُصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا کو جن کی سوانح اس تعریف کے نیچے آگئی ہیں۔ عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ گو وہ ہندوؤں کے مذہب کے پیشوا ہوں یا فارسیوں کے مذہب کے یا چینیوں کے مذہب کے یا یہودیوں کے مذہب کے یا عیسائیوں کے مذہب کے۔" (تحفۂ قیصریہ)

جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اسی کے مطابق عقیدہ رکھتی اور عمل کرتی ہے۔ اس لئے جماعت کے تعلقات ہندو سکھ بھائیوں اور دوسری اقوام سے خوشگوار ہیں اور اس محبت بھری اور امن پسندانہ تعلیم کو پھیلانے کے لئے ہم ہر سال "جلسہ پیشوایانِ مذاہب" منعقد کرتے ہیں۔ اور ایک ہی پلیٹ فارم سے مختلف دھرموں کے نمائندگان اور سکالرز اپنے اپنے رشیوں، منیوں، نبیوں، مہاپرشوں اور گورودؤں کے پوتر جیون اور پاک تعلیم کو پیش کرکے پریم اور رواداری کا ایک گلدستہ تیار کرتے ہیں اور یہی وہ اُصول ہے جس کو اپنا کر مذہبی دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔ ہمارا تجربہ ہے کہ بہرت سے ان جلسوں کے نتیجہ میں مذہبی تعصب کم اور محبت و رواداری کے جذبات ترقی پا رہے ہیں۔ اتحاد مذاہب کے لئے فضا دن بدن سازگار ہو رہی ہے۔ جماعت احمدیہ کے ایسے ہی جلسوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کچھ عرصہ قبل ایڈیٹر صاحب اخبار "ملاپ" نے لکھا تھا۔

"یہ خوشی کی بات ہے۔ کہ اب غلط فہمی کے بادل چھٹتے جاتے ہیں۔ چنانچہ اہلِ ہند رفتہ رفتہ حقیقت آشنا ہو رہے ہیں۔ ماضی قریب میں دیکھا گیا ہے کہ اکثر ہندو اور دیگر غیر مسلم۔ عربی نبی ﷺ کی نعت خوانی کر رہے ہیں۔ تو دوسری طرف بہت سے معزز تعلیم یافتہ مسلمان کھلے دل سے حضرت کرشن جی کی مدحت طرازی میں مصروف ہیں اور یہ امر اقوام ہند کے باہمی اتحاد و اتفاق کے واسطے نہایت مبارک اور اہم ہے۔ کیونکہ ترقی اور آزادیٔ ہند کا انحصار اسی امر پر ہے۔"

(اخبار ملاپ کرشن نمبر اگست ۱۹۳۹ء)

ضمناً یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے۔ کہ جہاں قرآن مجید میں حضرت ابراہیم۔ حضرت موسیٰ۔ حضرت عیسیٰ۔ حضرت داؤد۔ حضرت سلیمان علیہم السلام کا ذکر ہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سری کرشن جی کے بارہ میں فرمایا ہے

"کَانَ فِی الْہِنْدِ نَبِیًّا اَسْوَدُ اللَّوْنِ اِسْمُہٗ کَاہِنًا"

(دیلمی)

کہ ہندوستان میں ایک سانولے رنگ کا نبی گزرا ہے جس کا نام کنہیا۔ کاہن یعنی کرشن تھا۔ پس ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ باقی انبیاء کی طرح حضرت کرشن جی کی بھی دل سے عزت و تکریم کرے۔

اسی طرح سری گورو نانک دیو جی کے بارہ میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے فرمایا ہے۔ ؎

بُود نانک عارف و مردِ خدا
رازہائے معرفت را راہ کُشا

(باقی)

درخواست دُعا

محترم سید فضل عمر صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ ریٹائرڈ، مونگھیر سے لکھتے ہیں کہ ان کے تیسرے بیٹے عزیز فضل علیم سلمہٗ کو دیوانے کتے نے کاٹا ہے۔ سخت پریشانی ہے۔ صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

لجنات بھارت متوجہ ہوں

لجنہ مرکزیہ نے جو سالانہ لائحہ عمل جملہ لجنہ جات کے لئے مرتب کیا ہے اس میں سے شعبہ تعلیم کا نصاب ذیل میں شائع کروایا جا رہا ہے۔ تاکہ جن لجنات کو ڈاک کی خرابی کی وجہ سے ابھی تک لائحہ عمل نہیں ملا وہ اس سے استفادہ کریں۔ دورانِ سال شعبہ تعلیم کے تحت درج ذیل کتب زیر مطالعہ رکھی گئی ہیں۔

(۱) ہماری تعلیم (۲) اسلام کا اقتصادی نظام (۳) ختم نبوت کی حقیقت (کتابچہ) (۴) امام مہدی کا ظہور۔

علاوہ ازیں دُرِّ ثمین۔ کلامِ محمود اور دُرِّ عدن سے اشعار یاد کئے جائیں۔ اور ممبرات کا آپس میں بیت بازی کا مقابلہ کیا جائے تاکہ ممبرات کو پاکیزہ اشعار زیادہ سے زیادہ یاد ہوں۔

سالِ رواں میں لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی طرف سے جولائی ۱۹۸۶ء کے آخری اتوار کو لجنات اماء اللہ بھارت کا دینی امتحان لیا جائے گا۔ قادیان کی لجنہ کا نصاب علیحدہ ہے اور بھارت کی لجنات کا نصاب علیحدہ رکھا گیا ہے۔

ذیل میں بھارت کی لجنات کا نصاب درج کیا جا رہا ہے۔

(۱):۔ قرآن کریم پہلا پارہ نصف تا ثلث با ترجمہ

(۲):۔ نماز با ترجمہ

(۳):۔ دینی معلومات صفحہ تا صفحہ

(۴):۔ کتاب "رسومات کے متعلق اسلامی تعلیم" مکمل

(۵):۔ دُرِّ ثمین میں سے نظم "اسلام سے نہ بھاگو راہِ ہُدیٰ یہی ہے" پہلے دس اشعار زبانی یاد کرنے ہیں۔

(۶):۔ حفظ قرآن مجید۔ سورۃ یٰسین کا پہلا رکوع حفظ کرنا ہے۔

(۷):۔ شرائط بیعت جماعت احمدیہ الوصیت میں سے یاد کرنے ہیں۔

(نوٹ):۔ سوال نمبر ۵ اور نمبر ۶ کا زبانی امتحان تحریری پرچے سے پہلے لے کر علیحدہ نمبر بھجوائے جائیں۔ حفظ قرآن کا امتحان لجنہ کی ہر ممبر سے لیا جائے اور کوشش کریں کہ صحیح تلفظ سے یاد کیا جائے۔ اگر کوئی غلطی ہو تو درستی کر کے تصحیح کر کے یاد کرایا جائے۔

اپنی لجنہ کی زیادہ سے زیادہ ممبرات کو امتحان میں شامل کرنے کی طرف توجہ دلائیں۔ اور امتحان دینے والی ممبرات کی تعداد ماہ مارچ کی رپورٹ کے ساتھ بھجوا دیں۔ تاکہ بروقت پرچہ سیٹ کر کے چھپوایا جا سکے۔ اور وقت پر امتحان لیا جا سکے۔

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

سانحۂ ارتحال دُعائے مغفرت و بلندئ درجات

نہایت رنج و افسوس سے لکھا جاتا ہے کہ میری بڑی ہمشیرہ فاطمہ بائی بیگم صاحبہ زوجہ محترم سیٹھ فاضل الدین صاحب مرحوم موصیہ نمبر ۳۶۱۰ بتاریخ ۲۵ لاہور میں ہمشیرہ زینب صاحبہ کے بڑے لڑکے محمد صالح مرحوم انجنیئر کے پاس وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحومہ بہت نیک تہجد گزار۔ پابند نماز۔ روزہ۔ مہمانوں۔ بزرگانِ سلسلہ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بہت پیار خلوص اور عزت کرتی تھیں۔ چندہ جات میں ہر تحریک میں حصہ لیتی تھیں۔ مرحومہ کی بڑی خواہش تھی کہ قادیان میں پیارے والدین کے پاس دفن کیا جائے مگر افسوس وہ وفات سے چھ ماہ قبل پاکستان چلی گئیں وہاں بیمار ہو کر وفات پا گئیں۔ عاجز تمام احباب جماعت سے عاجزانہ دُعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں بلندئ درجات سے نوازے اور میری ہمشیرہ زینب صاحبہ اور سب پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین

خاکسار۔ یوسف نور الدین سکندر آباد

پروفیسر ڈاکٹر عبد السّلام صاحب بقیہ صفحہ اوّل

بعد ازاں آپ نے مسلم دور کے اس روشن باب کا ذکر کیا جب تمام سائنس مسلم سائنسدانوں کے ہاتھ میں تھی اور اس زمانہ کے مسلمانوں کے سائنسی کارنامے مفصل بیان کئے۔ آج کی زبوں حالی کا ذکر کیا کہ مسلمان تمام دُنیا سے سائنس میں کتنے پیچھے ہیں اور دوسرے ممالک سے موازنہ کرتے ہوئے بتایا کہ دوسرے ممالک میں سائنس اور Technology پر کیا خرچ کیا جاتا ہے۔

تاہم پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ سائنس کی شان و شوکت کے پُرانے دنوں کو دوبارہ لانا ممکن ہے اگر نوجوانوں میں جذبہ پیدا کیا جائے اور قرآن پر غور و تدبر کیا جائے۔ سائنس کے فروغ کے لئے کچھ اقدام کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ قرآن میں دو لفظ آتے ہیں تفکّر اور تسخیر۔ لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ سائنس پر تفکّر اور غور کریں اور پھر اُسے سمجھیں۔ حل کرنے اور تسخیر کرنے کی کوشش کریں۔ آپ نے مزید فرمایا کہ Talent Search قائم کئے جائیں تاکہ بچوں کی حوصلہ افزائی کی جا سکے۔ آپ نے اس بات پر زور دیتے ہوئے کہا کہ مذہبی سکولوں میں سائنس کی تعلیم ضروری قرار دی جائے بلکہ مذہبی خطبہ جات میں سائنس کی تعلیم پر قرآن کی روشنی میں زور دیا جائے تاکہ مسلمانوں میں خصوصاً سائنس کی تعلیم کو فروغ دیا جا سکے۔ آخر میں سورۃ لقمان سے کچھ آیات پیش کرتے ہوئے آپ کے فصیح و بلیغ انگریزی خطبے کا اختتام ہوا۔ جو بہت سراہا گیا۔

اس کے بعد چانسلر صاحب اے۔ ایم یو (A.M.U) علی گڑھ اور سابق گورنر بہار محترم اے۔ آر۔ قدوائی نے اپنے صدارتی خطاب میں درخواست کی کہ محترم پروفیسر صاحب کا خطبہ پرنٹ کرایا جائے اور تقسیم کروایا جائے تاکہ سب اس سے استفادہ حاصل کر سکیں۔ سائنس کی دُنیا میں ان کا Contribution گراں قدر ہے اور یقیناً سلام صاحب نوبل انعام یافتگان میں سب سے ممتاز مسلمان سائنس دان ہیں۔ بعد ازاں کانفرنس ڈائرکٹر نے پروفیسر صاحب کا خصوصاً اور تمام شمولیت کرنے والوں کا عموماً شکریہ ادا کیا۔ اور یونیورسٹی ترانے کے پُر شوکت ماحول میں یہ تقریب اختتام کو پہنچی۔

سلام صاحب کے خطاب کے دوران ہی بڑے پُرجوش انداز میں بہت سے ایوارڈز اور اسکالرشپ سلام صاحب کے نام سے جاری کرنے کا اعلان کیا گیا۔ ازاں ۱۲۰۰ روپے سالانہ پروفیسر عبد السلام ایوارڈ برائے فزکس ہیں۔ اور پروفیسر عبد السلام ایوارڈ اُردو میں سائنس پہ بہترین مضمون تہذیب اخلاق میں لکھنے پر اور پروفیسر عبد السلام فاؤنڈیشن ایوارڈ جاری کرنے کا اعلان ہوا۔ جس پہ پروفیسر عبد السلام صاحب نے بھی ہر سال علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے سائنس سٹوڈنٹس کے لئے ایک ہزار ڈالر کے اسکالرشپ کا اعلان فرمایا۔ پوری تقریب میں موجود ہزاروں طلباء اور سٹاف نے پوری توجہ اور دلچسپی سے پوری کارروائی کو سُنا۔

اس فنکشن کے بعد پروفیسر سلام صاحب کے لئے یونیورسٹی پر مبنی ڈاکومنٹری (دستاویزی) فلم اور اقبال پر مبنی ایک اور دستاویزی فلم خصوصی شو کئے گئے۔ اس دوران ناچیز کو بھی پروفیسر صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔

اس کے بعد سلام صاحب روایتی شان و شوکت سے ۵:۷ بجے روانہ ہوئے اور ہزاروں کی بھیڑ نے انہیں نہایت تپاک سے الوداع کہا۔ اسی دن شام چار بجے کینیڈی سنٹر میں بھی سلام صاحب کی ایک تقریر ہوئی۔ اور اس طرح سلام صاحب کا U.H.B اعظم گڑھ اور A.M.U پر مشتمل ہندوستان کا دورہ اختتام کو پہنچا۔

اس موقعہ پر پروفیسر سلام صاحب سے ملاقات کے سلسلہ میں دوسرے مہمانان کرام میں محترم سید فضل احمد صاحب ریٹائرڈ آئی جی اور حافظ ڈاکٹر صالح محمد الٰہ دین صاحب قابلِ ذکر ہیں۔ مکرم ڈاکٹر صاحب نے اسی دوران ہونے والے سیمینار میں ایک مقالہ بھی پڑھا جو بہت مقبول ہوا۔

درخواستِ دُعا۔ محترم چوہدری حمید احمد صاحب لائلپوری کی چٹھی انگلینڈ سے مکرم فضل الٰہی خان صاحب درویش کو ملی ہے کہ موصوف کے دل کا بائی پاس آپریشن ہونے والا ہے۔ موصوف ایک پُرجوش مخلص احمدی ہیں آپریشن کے کامیاب ہونے کے لئے درخواست دُعا ہے۔ (ادارہ)

قادیان میں یوم جمہوریہ کی قومی تقریب

ہر سال کی طرح امسال بھی مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۸۶ء کو یوم جمہوریہ کی قومی تقریب احاطہ میونسپل کمیٹی قادیان میں منعقد ہوئی۔ اس موقع پر سٹیج کو رنگا رنگ جھنڈیوں سے سجایا گیا تھا۔ اس تقریب میں شہر قادیان اور گرد و نواح کے علاقہ کے ہزاروں اشخاص جن میں ہندو۔ سکھ۔ مسلمان (احمدی) اور عیسائی شامل تھے نے شمولیت اختیار کی۔ سردار پریتم سنگھ صاحب بھاٹیہ شری پرکاش بیر بھاکر سابق صدر میونسپل کمیٹی شری منوہر لال صاحب شریلا پرنسپل خالصہ ہائر سیکنڈری سکول۔ سردار ہریندر سنگھ صاحب باجوہ پردھان میونسپل کمیٹی و سردار سورن سنگھ صاحب ای او میونسپل کمیٹی سٹیج پر تشریف رکھتے تھے۔ ان کے علاوہ جماعت احمدیہ کی نمائندگی کرتے ہوئے مکرم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز قائمقام ناظر اعلیٰ و مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر دعوۃ و تبلیغ مع دیگر احباب سٹیج پر موجود تھے۔ پروگرام کے مطابق سوا دس بجے سردار کلونت سنگھ صاحب ایم ایل اے حلقہ قادیان بطور مہمان خصوصی تشریف لائے آپ کا استقبال شہر کے معزز افراد نے کیا اور گلپوشی کی۔ اس کے بعد مہمان خصوصی نے قومی پرچم ترنگا لہرایا اور گارڈ سے سلامی لی۔ سکول کی بچیوں نے اس موقع پر قومی ترانہ گایا۔ سب سے پہلے مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر دعوۃ و تبلیغ نمائندہ جماعت احمدیہ کو تقریر کا موقع دیا گیا۔ آپ نے نہایت دلکش انداز میں یوم جمہوریت کی اہمیت اور ہمارے فرائض سے عوام کو آگاہ کیا۔ تقریر بہت پسند کی گئی۔ حاضرین محظوظ ہوئے۔ آپ کے بعد مکرم منوہر لال صاحب شریلا اور سردار پریتم سنگھ صاحب بھاٹیہ نے تقاریر کیں۔ اور پھر آخر میں مہمان خصوصی سردار کلونت سنگھ صاحب ایم ایل اے نے ۲۶ جنوری کی اہمیت اور دیش کی خاطر قربانیاں پیش کرنے والوں کی طرف توجہ مبذول کرائی۔ اور محنت اور لگن سے ملک و قوم کی خدمت کرنے کی تلقین کی۔

تقریب کے آخر میں مہمان خصوصی نے جماعت احمدیہ میونسپل کمیٹی کے بعض عہدیداران کا ذکر کیا اور شہر کی بعض تنظیموں کے کارکنان اور سردار ... نمبردار ... قادیان کو ان کی بہترین خدمات پر انعامات تقسیم کئے۔ اس طرح یہ تقریب ایک بجے دوپہر اختتام پذیر ہوئی۔

(نامہ نگار خصوصی)

علی گڑھ میں محترم ڈاکٹر عبد السلام صاحب نے بائیو ٹیکنالوجی کا سنگ بنیاد رکھا

۱۶ جنوری ہندوستان ٹائمز میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ:-

"علی گڑھ ۱۶ جنوری (UNI) ملک کی ریسرچرز (Researchers) کو مختلف سائنسی اور Technology میدان تیار کرنے کے لئے چھ Biotechnology Institutes قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ حکومت سرکار نے اس کے قائم کرنے کے لئے مختلف یونیورسٹیز کو مالی امداد کے لئے ایک خطیر رقم منظور کی ہے۔ اس انسٹیوٹ کی سنگ بنیاد نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبد السلام صاحب نے کل یہاں رکھی تیس ملین روپیہ میں یہ انسٹیوٹ دو سال میں تیار ہو جائے گی۔ ...... اپنی تقریر میں ڈاکٹر سلام نے بھارت میں Technology کے میدان میں ترقی کر رہی یونیورسٹیز پر خوشی کا اظہار کیا۔ یونیورسٹی کے چانسلر جناب اے آر قدوائی نے فرمایا کہ اس انسٹیوٹ کی ضرورت کے سامان وہ مہیا کروائیں گے۔ اور Biology کے میدان میں بھی Research کے لئے سہولیات فراہم کریں گے۔"

(ہندوستان ٹائمز ۱۶ جنوری ۸۶ء)

شادی خانہ آبادی

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خاکسار کے سب سے بڑے بھتیجے عزیز نور الدین آزاد کارکن صدر انجمن احمدیہ قادیان ابن مکرم سیف الدین صاحب خالد مرحوم آف کلکتہ کی تقریب شادی عزیزہ تبسم نایاب بنت مکرم محمد سعید صدیقی صاحب کانپور کے ساتھ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۸۵ء کو بحسن و خوبی انجام پذیر ہوئی۔

حسب پروگرام قادیان میں مورخہ ۱۴ نومبر کو بعد نماز عصر مسجد مبارک میں محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے اجتماعی دعا کرائی۔ بارات ۲۳ نومبر کو کانپور پہنچی اور ۲۴ تاریخ کو دعائیہ تقریب میں محترم ملک صلاح الدین صاحب انچارج وقف جدید نے اپنے ایک مختصر اور جامع خطاب کے بعد اجتماعی دعا کروائی۔ ۲۶ نومبر کو کلکتہ میں قریباً چھ صد افراد کو دعوت ولیمہ میں مدعو کیا گیا۔ رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

خاکسار۔ محمد فیروز الدین انور سیکرٹری مال کلکتہ

مانسر ہوٹل جموں میں نکاح کی تقریب سعید

بتاریخ ۲۹/۱۲/۸۵ کو مکرم ڈاکٹر فاروق احمد صاحب فانی ابن مکرم خواجہ محمد صدیق صاحب فانی مرحوم آف بھدرواہ کا نکاح مکرمہ صفیہ بانو صاحبہ بی۔ ایس سی بنت مکرم عبد الکریم صاحب مرحوم آف بھدرواہ کے ساتھ مبلغ اٹھارہ ہزار روپے حق مہر پر خاکسار نے پڑھا۔ اس تقریب میں کم و بیش مرد و زن پانچصد افراد شریک ہوئے جن میں بعض ڈائریکٹر، ڈاکٹر اور پروفیسرز شامل تھے۔ خاکسار نے تقریباً پون گھنٹہ نکاح کی اہمیت اور وقت کے مطابق جماعت احمدیہ سے متعلق بعض غلط فہمیوں کا ازالہ کیا۔ تقریر پسند کی گئی۔

مکرم ڈاکٹر صاحب کے بڑے بھائی خواجہ عبد الحفیظ صاحب فانی نے تیس روپے اعانت بدر میں ادا کئے۔ رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

خاکسار۔ بشارت احمد بشیر مبلغ انچارج بمبئی۔

نماز باجماعت

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت ارشادات کی تعمیل میں جملہ اراکین مجالس خدام الاحمدیہ بھارت نماز باجماعت کی بروقت ادائیگی کی طرف خصوصی توجہ دیں۔ اور ہر مجلس اس سلسلہ میں حضور کے ارشاد کی تعمیل میں مجلس عاملہ کا ایک اجلاس صرف نمازوں کی ادائیگی پر غور کرنے کے لئے منعقد کرے۔ مجالس میں نماز باجماعت سکھانے کا بھی اہتمام کیا جائے اور اس سلسلہ میں معین رپورٹ سے دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کو بھی آگاہ کریں۔

مہتمم تربیت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

ولادت

خاکسار کے نسبتی برادر مکرم قریشی جہانگیر کمال پاشا صاحب آف بنگلور کو اللہ تعالیٰ نے دو بیٹیوں کے بعد مورخہ ۸/۱/۸۶ کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک صالح خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ اعانت بدر میں دس روپے ادا کئے گئے ہیں۔ نومولود محترمہ قریشی النصر بیگم صاحبہ کا پوتا ہے۔

خاکسار
برکت علی انعام درویش قادیان

اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب:- ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چت پور روڈ، کلکتہ ۷۳۔۰۰۰

MODERN SHOE CO.

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.

PH. 275475
RESI. 273903

CALCUTTA – 700073.

"اَلْخَیْرُ کُلُّهٗ فِی الْقُرْاٰنِ"

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

THE JANTA

PHONE:- 279203

CARDBOARD BOX MFG. CO.

MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.

CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS

15, PRINCEP STREET, CALCUTTA – 700072.

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا ۔ نام اس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے

بی۔ ایم الیکٹرک ورکس بمبئی

خاص طور پر ان اغراض کے لئے ہم سے رابطہ قائم کیجئے:-

- الیکٹریکل انجینئرس
- الیکٹریکل ورکنگ
- لائسنس کنٹرکٹس
- موٹر وائنڈنگ

C-10 LAXMI GOBIND APART, J. P. ROAD, VERSOVA

FOUR BUNGLOWS, ANDHERI (WEST)

574108
629389
ٹیلیفون

BOMBAY–58.

"میں وہی ہوں"

جو وقت پر اصلاحِ خلق کے لئے بھیجا گیا"

(فتح اسلام مؤ تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

(پیشکش)

لبرٹی بوٹ ہاؤس

نمبر ۵۔۲۔۱۸
فلک نما
حیدر آباد ۵۰۰۲۵۲

"محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں"

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

پیشکش:- سن رائز ربر پروڈکٹس ۲ تپسیا روڈ، کلکتہ ۳۹۔۰۰۰

SUNRISE RUBBER PRODUCTS

2 - TOPSIA ROAD, CALCUTTA – 700039.

"AUTOCENTRE" تار کا پتہ:-

23-5222
23-1652
ٹیلیفون نمبرز

آٹو ٹریڈرز

۱۶-مینگولین، کلکتہ-۱۔۰۰۰

ہندوستان موٹرز لمیٹڈ کے منظور شدہ تقسیم کار

HM برائے:- ایمبسڈر • بیڈفورڈ • ٹریکر HM

SKF بال اور رولر ٹیپر بیرنگ کے ڈسٹری بیوٹر

ہر قسم کی ڈیزل اور پیٹرول کاروں اور ٹرکوں کے اصلی پرزہ جات دستیاب ہیں

AUTO TRADERS

16 - MANGOE LANE, CALCUTTA – 700001

ہر قسم اور ہر ماڈل کے

موٹر کار، موٹر سائیکل، سکوٹرز کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے آٹو ونگز کی خدمات حاصل فرمائیے

آٹو ونگز

AUTOWINGS,

13, SANTHOME HIGH ROAD.

MADRAS – 600004.

PHONE NO. 76360
74350

رحیم کاٹیج انڈسٹریز

RAHIM COTTAGE INDUSTRIES.

17-A, RASOOL BUILDING.

MOHAMEDA CROSS LANE

MADANPURA

BOMBAY–8.

پرفیکٹ ٹریول ایڈس

M/s PERFECT TRAVEL AIDS

SHED NO. C-16.

INDUSTRIAL ESTATE

MADIKERI – 571201

PHONE NO. OFFICE. 806
RESI. 293

ریگزین۔ فوم۔ چمڑے۔ جنس اور ویلویٹ سے تیار کردہ بہترین معیاری اور پائیدار سوٹ کیس۔ بریف کیس۔ سکول بیگ۔ ہینڈ بیگ (زنانہ و مردانہ)، ہینڈ کیس، میکس، پاسپورٹ کور اور بیلٹ کے مینوفیکچرس اینڈ آرڈر سپلائرز

پندرھویں صدی ہجری غلبۂ اسلام کی صدی ہے

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

منجانب:- احمدیہ مسلم مشن، ۴/۲۰۵ نیو پارک سٹریٹ کلکتہ۔ ۷۰۰۰۱۷۔ فون نمبر ۴۴۴۷۱۷

ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء

{تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے}

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

پیشکردہ: کرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس، سٹاکسٹ جیوٹ ڈیلرز۔ مدینہ میدان روڈ۔ بھدرک۔ ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)

پروپرائیٹر: شیخ محمد یونس احمدی۔ فون نمبر:- 294

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

احمد الیکٹرانکس کورٹ روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)	**گڈلک الیکٹرانکس** انڈسٹریز روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو۔ ٹی وی۔ اُوشا پنکھوں اور سلائی مشین کی سیل اور سروس!

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

- بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ اُن کی تحقیر۔
- عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خود نمائی سے اُن کی تذلیل۔
- امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے اُن پر تکبر۔

(کشتی نوح)

MOOSA RAZA SAHEB & SONS,
NO.6, ALBERT VICTOR ROAD, FORT.
GRAM.- MOOSA RAZA }
PHONE.- 605558 } BANGALORE-2.

حیدر آباد میں فون نمبر:- 42301

لیلینڈ موٹر گاڑیوں

کی اطمینان بخش، قابلِ بھروسہ اور معیاری سروس کا واحد مرکز

مسعود احمد ریپئرنگ ورکشاپ (آغا پورہ)

۴۸۷-۱-۱۶ سعید آباد۔ حیدر آباد (آندھرا پردیش)

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے۔" (ملفوظات جلد ہشتم ص۳۱)

الائیڈ گلو پروڈکٹس

بہترین قسم کا گلو تیار کرنے والے

(پتہ)

نمبر ۲۴۰/۴/۲/۲ عقب کاچی گوڑہ ریلوے سٹیشن۔ حیدر آباد ۲۷ (آندھرا پردیش)

(فون نمبر:- ۴۲۹۱۶)

"پاک جذبات کے پیدا کرنے کے واسطے خدا نے نماز رکھی ہے۔"

(ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

NIR ®

CALCUTTA-15.

پیش کرتے ہیں:-

آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!